ماہنامہ

دلیلِ راہ

لاہور

جنوری 2024ء ۔ جمادی الثانی/رجب 1445ھ

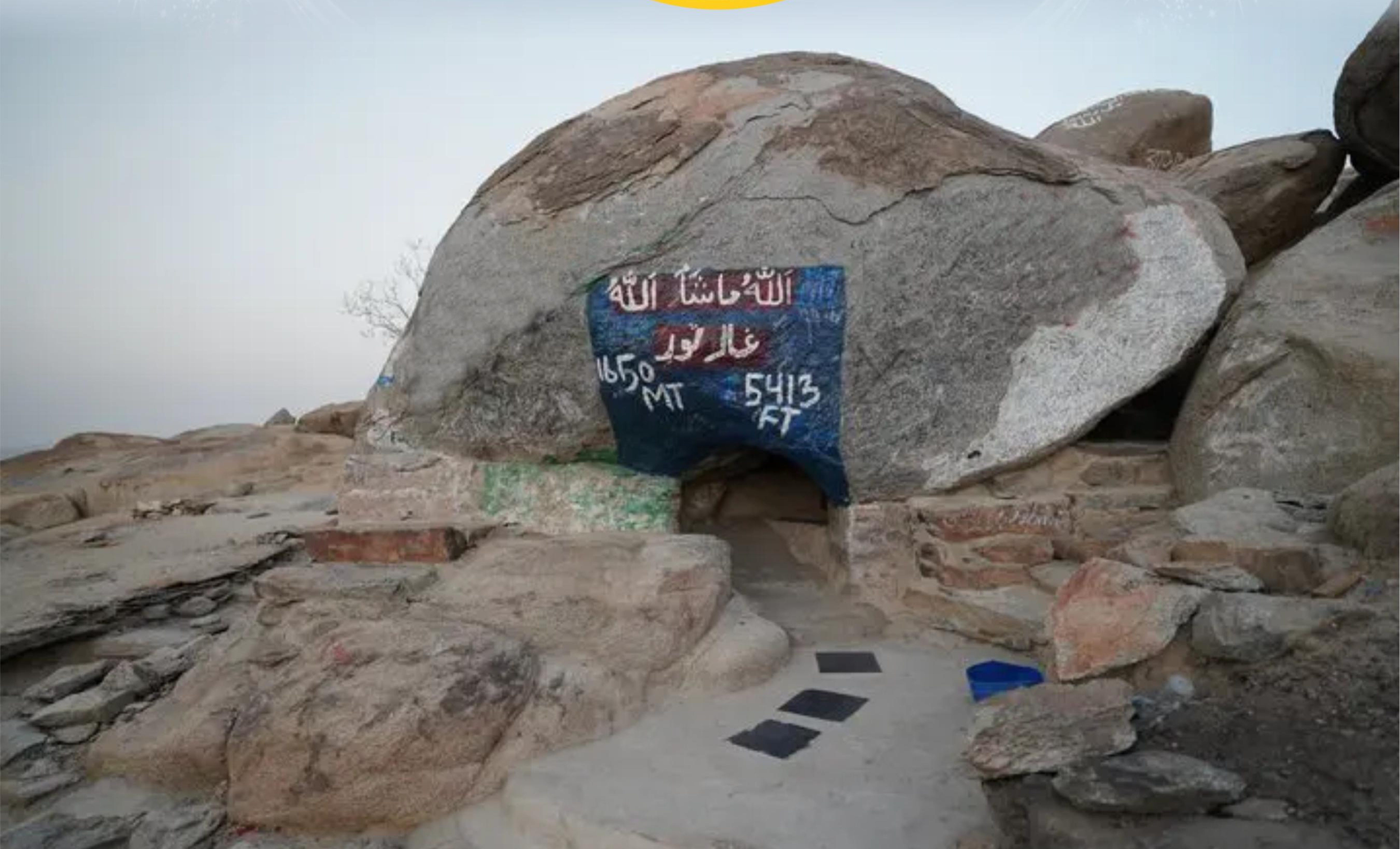

اے بی سی تصدیق شدہ اشاعت CPL.No:406

ماہنامہ
دلیلِ راہ
لاہور

شمارہ 01 | جنوری 2024ء | جلد 32

مدیر اعلیٰ
سید ریاض حسین شاہ

ہرچہ من دربزمِ شوق آوردہ ام

1	نعت شریف	سعید احمد بدر مرحوم	2
2	گفتنی و ناگفتنی	سید ریاض حسین شاہ	3
3	تبصرہ و تذکرہ	سید ریاض حسین شاہ	10
4	درس حدیث	حافظ سخی احمد	13
5	معراج کے واقعات قرآن کی روشنی میں	مفتی راشد علی	16
6	حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	ڈاکٹر منظور حسین اختر	18
7	یارِ غار رضی اللہ عنہ (منقبت)	پیر سید خضر حسین چشتی	25
8	کمال فصاحت و بلاغت	محمد بن علوی المالکی الحسینی	26
9	مکتوبات مخدوم جہانیاں جہاں گشت	پیر محمد محی الدین	29
10	سنابل نور	سید ریاض حسین شاہ	30
11	کامیابی	آصف بلال آصف	31
12	منقبت مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ	ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی	33
13	ماں کے دودھ کے میڈیکل سائنسی فوائد	ماسٹر احسان الٰہی	34
14	جادۂ حق	محمد صدیق	37
15	یادیں اور باتیں	حافظ شیخ محمد قاسم	39

مشیر ادارت

ڈاکٹر رضا فاروقی

مجلسِ اعزاز

- علامہ حافظ نور محمد بندیالوی
- محمد نواز کھرل
- سید قیصر عباس شاہ
- انجینئر سرفراز احمد ضیغم
- حافظ محمد زبیر اعوان
- ارشد محمود ارشد
- احد شریف
- شیخ محمد راشد

ادارتی معاونین

- ابومحی الدین
- ڈاکٹر منظور حسین اختر
- طالب حسین مرزا
- خادم حسین مرزا
- حافظ محمد عفان منظور

قیمت فی شمارہ

30 روپے

سالانہ خریدار بمعہ ڈاک خرچ

=/450 روپے

بیرون ملک سالانہ

150 ڈالر، 80 پونڈز

رابطہ دفتر: اتفاق اسلامک سنٹر، ایچ بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 0322-4301986, 042-35838038

ہیڈ آفس: ادارہ تعلیمات اسلامیہ سیکٹر نمبر 3، خیابان سرسید راولپنڈی فون: 051-4831112

E-mail: daleelerah@gmail.com Online Edition: www.daleelerah.com

پبلشر سید ریاض حسین شاہ نے گنج شکر پرنٹرز سے چھپوا کر ماڈل ٹاؤن لاہور سے شائع کیا

مدینہ منورہ کی مقدس و مطہر گلیاں

یہ سب مل کے نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے ہیں
لبِ جُو غزل خواں سخن دل ہوں جیسے

لب اُن کے مسیحائے دوراں ہوں جیسے
مریضانِ اُلفت کا درماں ہوں جیسے

اُٹھا ابر فاراں سے موتی لُٹاتا
جُدائی میں عُشاق گریاں ہوں جیسے

رخ و گیسو، بدل میں مہتاب عرفاں
اوائیل آیاتِ قرآں ہوں جیسے

ترے در پہ بیٹھا ہے یوں تیرا خادم
سپہر و زمیں زیر داماں ہوں جیسے

خدا ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحر و بر حکومت
غلام اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در پر وہ سلطاں ہوں جیسے

وسیلہ مسلماں کا ان کی رحمت
لب اُن کے شفاعت کا عنواں ہوں جیسے

شہیدان الفت ہیں رُتبے میں یکساں
علی و عمر و عثمان ہوں جیسے

ہے بدر مکرم، ثناء خواں ازل سے
نواگر طیّور خوش الحاں ہوں جیسے

مدینے کی گلیاں رگ جاں ہوں جیسے
خیاباں خیاباں ، گلستاں ہوں جیسے

مُعطّر ، مُطّہر مدینے کی گلیاں
قطاروں میں پھولوں کی کلیاں ہو جیسے

یہاں خار دامانِ دل کھینچتے ہیں
خزف ریزے ہیرے کی کنیاں ہوں جیسے

ہے صلِّ علٰی پتے پتے کے لب پر
کہ تسبیح خواں اہل بستاں ہو ں جیسے

وُفُورِ کلب میں چہکتے ہیں بُلبُل
ادب سے کلائک ثنا خواں ہوں جیسے

حسیں زمیں پر چمکتے ہیں ذرّے
فلک پر ستارے درخشاں ہوں جیسے

ہیں سر سبز اشجار کے جُھنڈ ہر سُو
اِرَم میں زمُرّد کے ایواں ہوں جیسے

یہاں نوجواں گل گشت یُوں ہیں
رواں پا بہ پا حُور و غلماں ہوں جیسے

نسیمِ سحر سے شجر جھومتے ہیں
سبک سرو خراماں ہوں جیسے

دل و جاں کی تسکیں پھولوں کی خوشبو
ثمر ساغر آب حیواں ہوں جیسے

گُل و لالہ سے وادیاں سُرخ رُو ہیں
دل افروز لعل بدخشاں ہوں جیسے

یہ اعزاز ہیں ذاتِ خیرالبشر کے
شہنشہ کی آمد پہ ساماں ہوں جیسے

سعید احمد بدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خود اور خاندان کو بچائیے

کریمانہ توجہ سے نوازنے والے دوستو!

اور

تیز احساس رکھنے والی سنجیدہ بہنو!

قرآن حکیم نے جو احکام، شعائر اور اقدار اسلامی معاشرت کی تشکیل کے لیے عنایت فرمائے ہیں ان میں ایک اہم حکم یہ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (سورۂ تحریم:6)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی آل اولاد کو آگ سے بچاؤ''۔

اہل ایمان!

خدائی آواز تم میں روحانی بیداری پیدا کرنے کے لیے تمہیں جھنجھوڑ رہی ہے اور تمہیں ایک ایسے ماحول میں آنے کی دعوت دیتی ہے جس میں ایمانی احساسات تیز ہوں اور ہر فرد جانتا ہو کہ تباہی اور بربادی کہاں سے آتی ہے۔ ایمانی شعور سب سے پہلے ایک فرد پر اپنا اثر چھوڑتا ہے اس کے بعد ذمہ داریوں کا یہ گہرا اثر ایمانی گھرانوں کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ یہ ابتدائی تیاری پورے معاشرے کے سمندر میں نیکیوں کا تموج پیدا کرنے کے لیے روبہ سعی ہو جاتی ہے۔ قرآن حکیم ماننے والوں کے لیے یہ حکم چھوڑتا ہے کہ تم خود اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچالو۔

پہلا کام

ہم سب کو اس مقصدِ عظیم تک پہنچنے میں پہلا کام یہ کرنا ہے کہ اپنے من کی مذہبیت کو اسمیت سے نکال کر ایمان بنانا ہے وگرنہ اس وقت دنیا میں جاری مذاہب نظریے کی حد تک مذہب کو مانتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ صاحبِ نظریہ ہونے اور صاحب ایمان ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ صاحب نظریہ اپنے نظریے کی صداقت کو متعصب ہو کر مانتا ہے لیکن اپنے عمل، اپنی سوچ اور اپنے تعامل میں وہ عقیدے کو داخل نہیں ہونے دیتا اس قسم کی فکر صرف فلسفہ ہوتی ہے جب ایمان کا قالب حرکیت کے لیے تڑپتا ہے۔ ایمان دل، ذہن اور روح کو منور کرنے کے بعد جسم کے ایک ایک بال کو فیض یاب کرتا ہے اور پھر دنیا بھر میں ابدی سچائیوں کو غالب کرنے کے لیے بے تاب ہو جاتا ہے اور پھر اس کی بے تابی عشق بن جاتی ہے۔ انسان کا خاکی وجود صرف علامت ہوتی ہے اس میں اصل فرماں روائی ایمان کی ہوتی ہے، یہیں سے ذہن کی تشکیل ایک نئے قالب میں ہوتی ہے۔ یہ مسلم ذہن کی تشکیل کردار کا رخ متعین کرتی ہے۔ عصر رسالت میں صحابہ اور آل پاک کے پاکیزہ افراد ان ایمانی عطاؤں اور لذتوں سے آگاہ تھے اس لیے وہ زندگی کی تعریف اور عظمت صرف یہی جانتے تھے کہ قدم رسالت میں ذرہ ذرہ ہو کر بکھر جائیں، وہ کسی جگہ تنہا بھی ہو جائیں تو ان کا مسلم ذہن پسپائی قبول نہیں کرتا تھا وہ ایمان کے ہاتھوں میں بس اسی قلندری کے نور میں رہتے دمادم مست قلندر۔ بس یہی ایمانی طریقہ تھا جو ہمارے اسلاف کی متاع حیات تھی اسی ایمانی ہتھیار سے انہوں نے پوری دنیا مسخر کر لی حالانکہ ان کی تعداد کم تھی اور سامان حیات سے بھی وہ محروم رہتے تھے مگر محنت اور کاوش عشق کا رنگ رکھتی تھی۔ ارباب محبت! انتہائی مضبوط ایمان، مقدس اور دائمی ایمان مسلمانوں کو سماوی عزتوں کی خلعت فاخرہ پہنا سکتا ہے۔

یہ سماوی آوازیں انہی قدسی صفات لوگوں کا روحانی ترانہ ہوتا ہے:

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ (سورۂ آل عمران:160)

''اللہ تمہاری مدد میں ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں''۔

دوسرا کام

آپ بہتری، فضیلت اور واقعیت کی طرف سفر کرتے ہوئے اپنے گھر کے ماحول کو سمجھیں اور پھر گھر سے باہر کا ماحول اور ارد گرد کے احوال سے لاعلم نہ ہوں۔ آپ نے یہ دونوں مناظر اور حالات دیکھ کر ہی اپنی اولاد، عیال اور اپنے لیے اہم فیصلے کرنے ہوں گے۔ آپ کائناتِ مادہ سے متعلق معلومات اکھٹی کرنے میں خود کو نہ کھپائیں۔ معین اقدار اور نتیجہ خیز اصولوں کو سامنے رکھیں اور محنت شروع کر دیں۔ دین اور دنیا میں فرق کا سمندر آپ کو ضائع کرے گا۔ اس لیے آپ کوشش کریں کہ دنیا بھی اور دین بھی اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔ یہ بڑا فیصلہ آپ کو کام کا انسان بنا دے گا۔ آپ بلا واسطہ فیضِ رسالت کی تربیت میں آ جائیں گے۔ آپ اور آپ کے بچے ایک مخلصانہ حقیقت سے ہمکنار ہو کر ایک میٹھی زندگی کا معنی سمجھنے لگ جائیں گے۔ یاد رکھیں کہ آپ اگر محض مادی انسان بن گئے تو تین بیماریاں آپ کو ختم کر دیں گی۔ الوہیت سے انکار، نبوت کی اطاعت سے فرار اور جھوٹ اور کذب پر مبنی مصروفیات کی وجہ سے شکوک اور شبہات کی ظلمتوں میں الجھاؤ آپ کو خراب کر دے گا۔ آپ ایک روحانی فیصلہ فرمائیں کہ آپ کا ایک روحانی مرشد ہو۔ آپ کا یہ تعمیری فیصلہ آپ کو سکون دے گا۔ ایسا

مرشد جو مادی، مکار اور لالچی نہ ہو بلکہ خلوص کے ساتھ درگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے تمہیں وہ جوڑ دے۔

سامعین باتمکین!!

خرافاتی سادگی انسان کی سوچوں میں سرطان کا وائرس بھر دیتی ہے۔کوشش کریں کہ حضرت محمد ﷺ کی رضا، اندازفکر، دعوت اور اطاعت تمہارے لیے مشعل راہ بن جائے، ہر روز سادے طریقے سے حضور ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ان کی زندگی کو سمجھیں وہ دنیا میں اللہ کا کیا پیغام لے کر آئے اور شخصی طہارت اور عملی ندرت نے فلاحِ انسانیت کے لیے کیا کردار ادا کیا۔مطالعۂ قرآن اور مطالعۂ سیرت تمہیں بہتر انسان بنا دے گا۔کیا یہ حدیث معنیٰ آفریں نہیں:

''کہ تم لوگ اپنی اولادوں کو اپنے نبی کی محبت اور آل نبی کی محبت اور قرآن پڑھنا سکھاؤ''۔

گھر میں اگر آپ فکر وعمل کے یہ فانوس روشن کر لیتے ہیں تو آپ کا گھر روشنیوں سے منور ہو جائے گا اور لامحالہ اس کا مثبت اثر اسلامی معاشرت پر بھی پڑے گا۔

تیسرا کام

حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں اور اپنے صحابہ کے دلوں میں یہ سبق پکا اور پختہ کر دیا تھا کہ حق وہی ہے جو حضور ﷺ لے کر آئے ہیں۔غیر مسلم اندھیروں میں بھٹکنے والے لوگ ہیں ان میں اور حیوانی زندگی گزارنے والے بے مقصد جانوروں میں کوئی فرق نہیں۔اصل میں غلامانِ رسول ہی زمین پر سچائیوں کا معلم ہونے کا منصب رکھنے والے ہیں۔ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو دہشت کے طریقے پر تبلیغ نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنے رویوں میں شفقت رکھنی چاہیے۔ہر مسلمان خواہ چھوٹا ہے یا بڑا اسے یہ سبق یاد کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:''تم خیر امت ہو جنہیں انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔

خیال ہے کہ مسلمانوں کو تبلیغ کا یہ چرخہ ہمہ دم کاتتے رہنا چاہیے۔

چوتھا کام

گھروں میں عبادت، ذکر اللہ اور درود شریف کا چراغاں کریں، نعتیہ زمزمے بچوں کو سکھائیں۔دل دماغ کی صفائی اسی ذوق اور عمل سے ممکن ہے۔چھوٹی چھوٹی محفلیں گھر کا ماحول صاف کرنے کا کام کریں گی۔ناقص اور فرقہ وارانہ فتووں سے گھر کا ماحول مسموم نہ کریں۔طلع البدر علینا کے نغمہ نے جیسے مدنی فضا کو محبت کی خوشبو سے بھر دیا تھا کچھ وقت ضرور اس مقدس کام کے لیے نکالیں۔اس قسم کے مثبت معمولات آپ کو حسد، چغلی، غیبت، بغض اور گالی گلوچ ایسی ظلمت سے بچا لیں گے، اس راہ میں ہلکا احتساب مفید ہوگا، مار کٹائی، گالی گلوچ، اظہارِ نفرت اور منفی رجحانات کا پرچار گھر کو تباہ کر دے گا۔

پانچواں کام

ماں باپ اپنے اہل اور اولاد کو وقت دیں اور اس قسم کے مذاکرات فیملی کی سطح پر کریں کہ کیا کیا چیز انہیں نقصان دے رہی ہے اور مسلمان کے مسلم تشخص کے خاتمے کا ذریعہ بن رہی ہے۔احساسِ زیاں ازالۂ زیاں کا مضبوط واسطہ ہوتا ہے۔

چھٹا کام

مجھے معلوم نہیں کہ میں اپنے ذہن کے الاؤ کو اپنی قوم کے سامنے لانے میں کامیاب ہوسکتا ہوں یا نہیں ہوسکتا لیکن حقیقت یہی ہے کہ ایک مضبوط قوم کو سچے اور مستحکم اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے اخلاق کی جو ٹھوس ایمانی اقدار، ثابت قدمی، عظیم قربانی اور انتہائی صبر اور برداشت سے پھوٹے ہوں۔ صرف اور صرف خدا کی قسم یہ صرف اسلام ہی ہے جو نفسِ کاملہ تیار کر سکتا ہے اور تزکیہ کا کام قرآنی اصولوں ہی سے ممکن ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (سورۃ الشمس:9)

''فلاح اسی نے پائی جس نے نفس کا تزکیہ کیا''۔

عصر حاضر میں حکومتوں، مشکوک رہبروں اور گندی تہذیب نے نفوس کو تباہ کر دیا۔ جنسیت اور آوارہ گردیت اور ذہنی اباحت نے گھروں اور معاشرے کو تباہ کر دیا ہے۔ آیئے! سچا انقلاب اپنے گھر سے لے کر تبدیلی کے لیے باہر نکلیں۔ یہ آیت ہم سب کے لیے منشور ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (سورۃ الاحزاب:23)

''ایمان والوں میں کچھ ایسے عظیم لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیا ہوا عہد سچا کر دکھایا سو ان میں سے بعض تو نذر پوری کر چکے اور بعض ان میں سے منتظر ہیں اور اپنے پیمان سے ذرہ برابر بھی نہ بدلے''۔

ساتواں کام

اپنے اہل وعیال اور دوستوں یاروں میں اس احساس کی شدت اور تیزی کم نہ ہونے دیں کہ آپ ان سے شدید محبت رکھتے ہیں۔ یہ احساس رشتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اپنے احباب میں ان مواقع کا تاثر ہمیشہ زائل کرنے کی کوشش کریں جس سے وہ آپ کے بارے میں یہ سوچیں کہ آپ اس کو کم تر سمجھتے ہیں، خصوصی طور پر یہ مغالطہ نفسیاتی مسائل پیدا کر سکتا ہے کہ آپ کی اولاد یہ سمجھنے لگ جائے کہ آپ کسی اور سے ان کی نسبت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ کسی کو اچھوت تصور نہ کریں اس طرح اس کے ذہن میں منفیّت پیدا ہو جائے گی۔ بچے کو اپنے بارے میں کبھی غلط تصور کے حوالے نہ کریں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک پندرہ سال کا بچہ جو مجھ سے بیعت تھا میں نے اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی اور استفسار کیا کہ آپ کے ابو کیا کرتے ہیں؟ تو وہ کہنے لگا وہ زمینوں پر قبضہ کرتے ہیں۔ ایسے معمولات اور حرکات سے سارا گھر دباؤ میں رہتا ہے۔ بہتر نشوونما کے لیے ماحول ہر اعتبار سے ستھرا رکھنے کی سعی کریں۔ جن گھروں میں حرام حلال کی تمیز نہیں ہوتی اور بیوی خاوند کے جھگڑے رہتے ہیں وہاں تربیت کا نظام سیلابی جھاگ بن جاتا ہے اور ترقی کے مواقع زیرو ہو جاتے ہیں۔

آٹھواں کام

گھر میں ماحول کو قدرے کھلا رکھنا۔ اگرچہ فضول خرچی درست نہیں اور بخل روحانیت کی پشت کو ریزہ ریزہ کر

دیتا ہے لیکن بچوں میں عقل سلیم کو مضبوط کرنے کے لیے انہیں چھوٹی سطح پر خرید وفروخت کا موقع دینا اور ان کے ہاتھ سے اطعام طعام اور صدقات تقسیم کرنے کا حوصلہ رکھنا بچے میں اوصاف حمیدہ پیدا کرنے کا سبب ہوتا ہے اور عیاشیوں سے خود بھی دور رہنا اور بچوں کی حس کو نازک کر دینا تا کہ وہ ماحول کی تنگی ترشی برداشت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کافرانہ سوسائٹی کا نقشہ کھینچا ہے:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ۔ (سورۂ روم: 07)

''لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہر پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں''۔

سورۂ محمد میں ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ (سورۂ محمد: 12)

''اور کفر کرنے والے دنیا کی چند روزہ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں، جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں اور ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے''۔

وہ لوگ دنیوی لذتوں پر حیوانوں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں اور نفس کو عیاشی کے لیے بے لگام چھوڑا ہوتا ہے۔ پیٹ اور شرمگاہوں کی شہوتوں کی تسکین کے لیے اندھا بہرا بن کر لذت پرستیوں میں پڑ جانا، عورتوں کو ورغلا کر جسم اور عقل کو تباہ کر دینا خاندانوں کو پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور حقیقی خوشیاں گھروں سے رخصت ہو جاتی ہیں اور بے برکتیاں نحوستوں میں مبتلا کر کے جہنم بردار کر دیتی ہیں۔

نواں کام

کوشش کرو کہ ہر مسلم گھرانہ فتنہ اور فساد کی ہلاکت خیزیاں سمجھے اور معمولات خانہ میں شمہ برابر بھی فساد نہ آنے دے۔ قرآن مجید نے مسلم جماعت کی سوچوں کا نقشہ دکھایا ہے:

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (سورۂ انفال: 39)

''تاکہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے''۔

دسواں کام

تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی توجہ پیغمبرانہ سنت ہے۔ جیسے غذا انسانی ضرورت ہے تعلیم اور تربیت بھی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لیے متعدد آیات کا معنیٰ سمجھا جائے اور چار کاموں کو سمجھنے کی کوشش کی جائے:

(1) تلاوتِ آیات

(2) تزکیہ

(3) تعلیم کتاب

(4) اور تعلیم حکمت

ایک بچہ نہیں جانتا کہ اس کے لیے کیا بہتر ہے اس لیے گھر کے بزرگوں کا کام ہے کہ بچوں کا تعلیمی رخ متعین کر کے انہیں کار آمد بنائیں۔ میرے ایک دوست ہیں یونیورسٹی کا رجسٹرار ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔ میں نے ان سے

پوچھا کہ آپ نے کمیشن کا امتحان دے کر کوشش نہیں کی کہ انتظامی لائن اختیار کرتے ۔آپ فرمانے لگے کہ شاہ جی ایک وقت تک ہماری کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں تھا، جب سمجھ آئی اس موقع پر وقت گزر گیا تھا۔"کیریئر پلاننگ" میں اکثر خاندان غلطی کھا جاتے ہیں ۔ ہر گھر کو چھوٹی سطح پر مشاورت کا عمل خاندان میں جاری کرنا چاہیے۔ ہر شخص انسان ہوتا ہے مٹی کا تودہ نہیں ہوتا کہ اسے بے توجہ پھینک دیا جائے۔

گیارھواں کام

سامعین!

ایک بات یاد رکھیں ماحول وراثت میں نہیں ملتے ماحول بنانے پڑتے ہیں اور ماحول بنانے اور خوش رہنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ آپ اپنے فیصلوں میں اور نعمتوں کے حصول کے لیے مشکل راستے کا انتخاب نہ کریں۔حضور ﷺ آسان راہوں ہی کو اختیار کرتے تھے۔

یہ بات اچھی ہے کہ آپ کامل مثالیت (Idealism) تلاش کریں۔ہمیں خود والدین رات سونے سے پہلے بڑے لوگوں کی حکایات سناتے اوران کے تجربات سے مستفید ہونے کا درس دیتے لیکن نفسیاتی اعتبار سے گھر میں بات بات پر ایک دوسرے کو ٹوکنے کا عمل درست نہیں۔ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے افراتفری طبیعت کی بہترین تصویر کشی کی کہ تم نے گھر کی پلیٹ توڑ دی، تو ہمیشہ گھر تاخیر سے آتا ہے، تم نے کیسے استری کی کہ میرا نیا سوٹ جلا دیا، میرا بچہ بھی نکما ہے اسے ابھی تک پہاڑا یاد نہیں۔

سامعین!

بیج ہمیشہ اچھی فصلوں اور پھلوں کے بوئے جاتے ہیں۔کانٹے اہتمام سے بوئے نہیں جاتے۔چوہے کو زہر کی گولیاں بھی احتیاط سے کھلائی جاتی ہیں کہیں اپنا بچہ ہی گندی گولی نہ کھالے۔اگر کسی میں کوئی عیب دیکھو تو چپکے سے اصلاح کر دو وگرنہ بے عیب ذات تو اللہ ہی کی ہے یا اللہ نے اپنے رسولوں کو معصوم بنایا ہے۔

بارھواں کام

گھروں میں اگر صفائی کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ بھی عذاب ہوتا ہے۔صفائی نصف ایمان ہے۔گھر کے تمام افراد کو مل کر اپنا ماحول صاف اور ستھرا رکھنا چاہیے۔حضور ﷺ اپنے ازواج کے ساتھ رسول ہو کر بھی ہاتھ بٹاتے۔اس قسم کی عادات رکھنے والے لوگ زندگی کے کسی میدان میں شکست نہیں کھاتے۔چغلیاں، حسد بازیاں گھروں کو تباہ کر دیتی ہیں۔

ایک بار حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

"سن لیں آپ میں سے کوئی بھی شخص مجھے میرے اصحاب کی کوئی بات نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ جب آپ کی طرف آیا کروں تو میرا سینہ صاف ہو"۔ (سنن ابی داؤد و ترمذی)

ایک مفکر نے صحیح کہا تھا:

"خاک اڑانے کی کوشش نہ کیا کریں وہ بیٹھی ہے تو اسے بیٹھا رہنے دیں البتہ خاک خود اڑنے لگ

جائے تو منہ پر چادر ڈال کر خود کو محفوظ کر لیں''۔

تیرھواں کام

انسان کی زندگی میں دعا اہم رول ادا کرتی ہے۔ وہ لوگ جنہیں ماں باپ، پیر استاد اور معاشرے کے بزرگ دعاؤں کے ساتھ اٹھائے ہوتے ہیں وہ کبھی گرتے نہیں۔ قرآن مجید پڑھیں جتنے بھی لوگ رحمت کے ساتھ ابھرے ہیں وہ کسی نہ کسی کی پشت پناہی میں رہے یا پھر ان کی اپنی تڑپتی دعائیں ان کا سہارا بن گئیں۔ گھر کے تمام لوگ ایک دوسرے کے لیے رحمت کا مجسمہ ہونے چاہییں۔ انہیں فلاح، صلاح اور بہتری کا یہ روحانی سفر جاری رکھنا چاہیے۔ ہاں تو کسی سے دعا لینا بھی بخت کی بات ہے۔ اس کے لیے خدمت، نرمی اور رویوں کا حسن وسیلہ بن جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں بہترین تزکیہ زندگی کا کشکول بنا کر ماں باپ اور اپنے بزرگوں کے سامنے رکھ دینا ہے۔

چودھواں کام

نکما رہنا خانوادوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھیں، یہ تڑپ بھی اللہ سے قرب کا تحفہ دیتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کمائی کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے''۔

اللہ کا ارشاد ہے:

''جب آپ فارغ ہوں ایک کام سے تو دوسرے کے لیے کمرِ ہمت کس لیں اور اللہ کی طرف رغبت کر لیں''۔

پندرھواں کام

ایک مسلمان دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہے اور اسے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنی ہوتی ہے اور یا پھر سننی ہوتی ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں انعام یافتہ لوگوں کی راہ کو صراطِ مستقیم قرار دیا گیا ہے اور گمراہوں اور مغضوب لوگوں کی راہ سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت پوری دنیا کو معنوی جہنم بنا دیا گیا ہے۔ یہودی، عیسائی اور ہندو مسلمانوں کو زمین سے اُچک کر تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ایمان والوں کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کی پہچان پیدا کرنی چاہیے۔

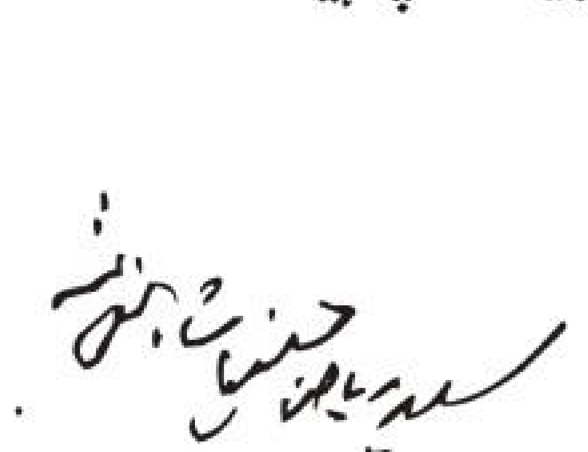

سید ریاض حسین شاہ

حرف حرف روشنی

سید ریاض حسین شاہ

سید ریاض حسین شاہ قرآن مجید وفرقان حمید کی تفسیر ’’تبصرہ‘‘ کے عنوان سے تحریر کررہے ہیں۔ان کا اسلوب نگارش منفرد اور دیگر مفسرین سے مختلف بھی ہے اور دلچسپ بھی۔انداز بیان سادہ اور دلکش ہے جس میں رموز ومعانی کا سمندر موجزن ہوتا ہے۔ذیل میں ہم قارئین کی دلچسپی کے لیے سورہ آل عمران کی آیت نمبر 187 تا 190 کی تفسیر پیش کررہے ہیں۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ
ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا
يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ
اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا
تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي
الْاَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾

’’اور اہل کتاب کو یاد دلاؤ جب اللہ نے ان سے پختہ عہد لیا کہ تم کتاب کو لوگوں کے درمیان خوب بیان کرنا اور اسے پوشیدہ نہ رکھنا مگر انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور وہ بھی حقیر وقلیل پونجی کے عوض اسے بیچ ڈالا اور وہ بہت ہی بُرا کاروبار کررہے ہیں، تم ان لوگوں کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہ کرنا جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں بے کیے کاموں پر بھی ان کی تعریف ہو، ہاں تو انہیں ہرگز عذاب سے محفوظ نہ سمجھنا اور ان کے لیے دردناک سزا ہے اور سارے آسمان اور زمین اللہ ہی کی ملک میں ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے، بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں‘‘۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا
تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ
فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾

’’اور اہل کتاب کو یاد دلاؤ جب اللہ نے ان سے پختہ عہد لیا کہ تم کتاب کو لوگوں کے درمیان خوب بیان کرنا اور اسے پوشیدہ نہ رکھنا مگر انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور وہ بھی حقیر وقلیل پونجی کے عوض اسے بیچ ڈالا اور وہ بہت ہی بُرا کاروبار کررہے ہیں‘‘۔

اہل کتاب کی عہد شکنیوں کو قرآن مجید اہل محبت کے دلوں میں تاکیدات، وثوق ووضوح اور صراحت وبلوغ کے ساتھ راسخ کرنا چاہتا ہے اور وہ بھی ایسے جیسے اُمت کو سب سے زیادہ پیش آنے والا مسئلہ یہی ہوگا۔اُمت مسلمہ میں بیعت کا سلسلہ بھی عہد الست اور عہد وفا ہی کی یاد ہے۔تعجب کی بات یہ ہے قرآن مجید کی تاکید اور اصرار کے باوجود مسلمانوں نے عہد شکنی کی قدیم تاریخ کا نفوذ ابھی تک چھوڑا نہیں۔

عہد وفا کا مرکزی عنوان حضرت محمد ﷺ پر ایمان، ان کی دعوات کی تصدیق اور ان کی صفات پر یقین ہے۔صرف ایمان وتصدیق ہی آیت کا تفسیری عمود نہیں بلکہ پرانے حوالوں کو تازہ جذبوں کے ساتھ خوب اور خوب بیان کرنا ہے۔بیان کرنے کے حکم کو پھر لام قسم اور نون تاکید ثقیلہ سے مؤکد کرنا لطافتوں کا سمندر موجزن کردینے کے مترادف ہے، پھر اس پر مزید یہ کہنا کہ تم نے اسے چھپانا نہیں یوں لگتا ہے جیسے جنت کی ارغوانی جھیل سے جمال کنول کے رنگوں کو حرفوں میں اتار دیا گیا ہے۔یاد رکھنے کی بات یہ بھی ہے کہ حریم حسن میں پرِ کاہ بے ادبی قابل برداشت نہیں ہوتی پھر عہد الست اور عہد وفا اور تعویذ میثاق کو پشتوں کی طرف پھینکنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی تھی۔

بے ادبی اور بے اعتنائی کیسی بھی ہو نفسیاتی ہو یا ارادت کے ساتھ تعلق رکھتی ہو، عملی ہو یا روحانی ہو قابلِ مذمت ہوتی ہے۔آیت میں تاریخی بے اعتنائی اور بے ادبی کو کنائے میں سمو کر بیان کرنا دو پہلو رکھتا ہے: یا تو جرم کی شدت کو حسّی بنا کر بیان کیا گیا ہے تاکہ فہم میں آسانی پیدا ہو جائے اور ممکن مخاطبین کے لیے کنایاتی تعبیر مہلت کی طرف اشارہ ہو کہ اب بھی سنبھل جاؤ، میرے محبوب سے وفا نبھاؤ، انہیں پیٹھ دے کر مردود نہ بنو، ان کے رخ زیبا سے پھوٹنے والی روشنی سے نہا کر محبوب ہونے کی منزل پالو۔

’’ثَمَنًا قَلِيْلًا‘‘ کے ساتھ خرید وفروخت کی تعبیر ان لوگوں کی شدید دنیا پرستی اور فکری انحطاط کی طرف اشارہ کرتی ہے۔متاعِ قلیل کے بدلے ایمان بیچنا محبت کو فروخت کردینا اور عشق کی گرمی پر چڑھاوے لے لینا عشق رسالت تھوڑا ہی ہے، تجارت ہے، سوداگری ہے اور زراندوزی کا گھناؤنا کھیل ہے۔گلِ نرگس کی ساری عظمت سورج کو پیٹھ نہ دینا ہے اور نصف النہار پر پہنچ کر سورج کی تمازتوں کو آنکھ میں اتار لینے کا حوصلہ ہے۔عشق رسالت کے تقاضے تو اس سے بہت زیادہ ہیں۔

درود وسلام کے ساتھ

حسن محبوب میں ڈوب کر

عہد وفا کی تکمیل کے لیے لگے رہو، اگلے جہاں کے سمندر میں پہلی موج ہی تمہیں فضلیت مآب محبوب کے پیش رو کر دے گی۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾

"تم ان لوگوں کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہ کرنا جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں بے کیے کاموں پر بھی ان کی تعریف ہو، ہاں تو انہیں ہرگز عذاب سے محفوظ نہ سمجھنا اور ان کے لیے دردناک سزا ہے"۔

شان نزول

تفسیر مظہری میں قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے یہ روایت رقم کی ہے(626):

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں:

"غزوۂ احد والے دن جب منافقین پیچھے رہ گئے تھے اور اپنے پیچھے رہ جانے پر وہ خوش بھی تھے۔ یہ آیت ان کے بارے میں اتری، اس لیے کہ حضور ﷺ کی جب واپسی ہوئی تھی تو یہ عذر تراش رہے تھے اور چاہتے تھے کہ عمل نہ کرنے پر بھی ان کی تعریف کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ کلام اُس موقع پر اتارا"۔

آیت کا شانِ نزول جاننے کے لیے دوسری روایت وہ ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔ حوالہ تفسیر بغوی کا ہے(627):

مروان نے اپنے دربان کو کہا:

اے رافع!

ابن عباس کے پاس جانا اور ایک بات تو ذرا پوچھ لینا اگر ہر شخص ہم میں سے خوش ہو جائے اس پر جو عمل اسے دیا گیا ہے اور وہ پسند کرے کہ جو کچھ اس نے کیا ہے اس کی تعریف کی جائے تو کیا ہم سب عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

مروان!

اس آیت کا تم سے کیا تعلق ہے یہ تو یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ اصل میں رحمت عالم ﷺ نے یہود کو بلایا ان سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بات کی حقیقت چھپالی اور کچھ اور ہی بیان کر دیا۔ جب یہود واپس ہوئے تو گمان کیا کہ ہم پر یقین کر لیا گیا۔ وہ خوش تھے کہ ہم نے کیا کچھ بھی نہیں لیکن ہماری تعریف کی جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے گزشتہ آیت اور یہ آیت ملا کر تلاوت فرمائی۔

سید قطب فی ظلال القرآن کے اندر لکھتے ہیں(628):

"آیت میں ان لوگوں کے نمونے ہیں جو مخلصین کے علاوہ عہد رسالت میں پائے جاتے تھے۔ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے نظریات کے تقاضے پورے نہیں کرتے اور تگ و تاز سے بعید زندگی گزارتے ہیں اور ڈینگیں مارتے رہتے ہیں، ہم یہ ہیں اور وہ ہیں۔ یہ خود پرستی کے خول میں بند ہوتے ہیں، سر اٹھاتے ہیں، ناک میں شکن ڈالتے ہیں اور ناک مونڈھے کھینچ کھینچ کر تاثر دیتے ہیں کہ وہ عقلمند ہیں، موقع شناس ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر کنویں سے اپنی مدح سرائی کھینچ لیں۔ کرتے کچھ نہیں لیکن تعریفیں سن سن کر جیتے ہیں"۔

نا معلوم قلمکاروں کی ایک جماعت سے ایک ادیب خامہ فرسائی کرتے ہیں(629):

اس آیت سے یہ بات سمجھی جائے کہ یہ ان نیک کاموں پر اظہار مسرت کے بارے میں ہے جن کی توفیق ہوتی ہے۔ اگر یہ خوشی اعتدال کی حالت میں ہو اور غرور کا سبب نہ بنے تو یہ قابل مذمت نہیں ہے۔ اسی طرح ان نیک کاموں کے سلسلے میں جو انجام پا چکے ہیں اظہار خوشی اگر اعتدال میں ہو اور اس کا سبب اس کے اپنے اعمال نہ ہوں تو یہ بھی مذموم نہیں کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے لیکن اس کے باوجود خدا دوست لوگ خود کو مسرت کے اظہار سے دور رکھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے اعمال کو کمتر سمجھتے ہیں یا پھر کہا جا سکتا ہے کہ آیت کا تعلق منافقین کے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے وابستہ ہے جو مختلف کیفیات معاشرت میں رہتے ہیں اور اپنے بُرے اعمال پر مسرور ہیں اور لوگوں کو وہ ابھارتے ہیں کہ وہ زبان وقلم ان کی تعریف کے لیے خاص کر دیں۔

بھلے بھلے!!

بلے!!!

کیا بات جی!! جواب نہیں!!

تمہاری طرح کون ہوگا؟

کوئی ماں ہے ہی نہیں جس نے تمہاری مثل جنم دیا ہو

نتھو خیرا گوری سنگوری

تفسیر خازن کی خوبصورت عبارت ملاحظہ ہو(630):

"یہ آیۂ کریمہ اگرچہ یہود یا منافقین کے بارے میں نازل ہوئی لیکن اس کا حکم عام ہے۔ ہر اس شخص کو یہ شامل ہے جو پسند کرتا ہو کہ اس کے بغیر کسی عمل کی تعریف کی جائے کام تو اُس نے بھلائی کا کیا ہی نہیں لیکن چاہتا یہی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔ اسی طرح وہ شخص جو علم تو رکھتا نہیں لیکن خواہش رکھتا ہے کہ اُسے عالم اور مفتی کہا جائے ایسا شخص بھی سرزنش کا مستحق ہوگا"۔

آیت میں "مفازہ" مصدر میمی ہے اور "فوز" کے معنی میں ہے اور لفظ کے آخر میں "تا" مصدر کی ہے۔ وحدت کا معنی اس میں نہیں پایا گیا۔ اس صورت میں مفہوم آیت یہ ہوگا کہ تم گمان بھی نہ کرو کہ ایسے لوگ عذاب سے نجات پا کر کامیاب ہو جائیں گے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ "مفازہ" ظرف مکان کے لیے ہے۔ اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ تم ان کو ہرگز گمان نہ کرو کہ وہ عذاب سے مکان نجات میں پہنچ سکیں گے۔ واللہ اعلم

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾

"اور سارے آسمان اور زمین اللہ ہی کی ملک میں ہیں اور اللہ ہر چیز

پر قادر ہے"۔

گزشتہ آیت کے آخر میں کہا گیا تھا کہ خود پرست فریبیوں کے لیے دکھ والا عذاب ہے۔اب اس آیت میں اسی بات کو جاری رکھا گیا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ اللہ کی قدرت اور اقتدار سے باہر ہے۔ یہاں تو آسمانوں اور زمینوں کی ہر شئی اسی کے دست قدرت میں ہے۔ "للّٰہ" پر لام ملکیت کا ہے نفع کا نہیں، اس لیے کہ اللہ نفع حاصل کرنے سے پاک ہے۔ اللہ میں صفات التوحید بیان کی گئی ہیں کہ اللہ ہر چیز کا مالک بھی ہے، قابض بھی ہے اور ہر شئی پر قادر بھی ہے۔ واللہ اعلم

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں"۔

ربط آیت

1۔ گزشتہ آیت میں منافقین اور یہود کی سفلی خواہش کا ذکر تھا کہ وہ خود پسند ہیں۔ کرتے کچھ نہیں لیکن تعریفیں سن کر خوش ہوتے ہیں۔ اب اس آیت میں "علم التوحید والصفات" کے جلوے بتائے جا رہے ہیں کہ اصل ذکر اللہ ہی کا ہے سو اُسی کی تعریف کرو اور اُسی کی عظمت کے اذکار سنو۔

2۔ گزشتہ آیت میں بے شعور جہنمیوں کا ذکر تھا اب عقل اور شعور والوں کی صفات بتائی گئیں کہ ان کا انداز فکر کیا ہوتا ہے۔

3۔ گزشتہ آیت میں مذموم صفات کا بیان تھا اب اس آیت میں جنت تک پہنچا دینے والی صفات کا ذکر ہے۔

4۔ گزشتہ آیت میں بے دلیل باتوں کا یہود کے حوالے سے تذکار تھا اب اس آیت میں دلائل اور براھین کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔

5۔ گزشتہ آیت میں بادشاہت کا ذکر تھا اب اس آیت میں بادشاہت کا ثبوت دیا جا رہا ہے۔

شان نزول

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (631):

"بعض مشرکین نے حضور انور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ ﷺ ہمیں توحید پر ایمان کی دعوت دیتے ہیں لیکن توحید ہماری عقلوں میں اترتی نہیں۔ اتنا بڑا جہاں اللہ اکیلے کیسے چلا سکتا ہے یا اکیلے وہ اسے کیسے بنا سکتا ہے ان کے جواب میں یہ آیت اتری"۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں (632):

"ایک بار مشرکین نے یہود سے ملاقات کی اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کیا تھے؟ یہود بولے عصا اور ید بیضا۔ انہیں یہ بات عیسائیوں سے بھی پوچھنے کا موقع ملا تو پوچھی عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کیا تھے؟ انہوں نے جواب دیا: مردے زندہ کرنا، کوڑھوں اور اندھوں کو شفا دینا۔ یہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اگر صفا اور مروہ سونے کے بن جائیں تو ہم اللہ کی قدرت اور توحید کو مان جائیں گے اس پر یہ آیت اتری"۔

ایک سچی حکایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"میں نے ام المومنین عائشہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں عرض کی کہ آپ رسول رحمت ﷺ کے بارے میں کوئی بات سنائیں جو یادوں میں حیرتوں کا جلوہ دکھا دے"

آپ رونے لگ گئیں اتنا روئیں کہ یارائے ضبط نہ رہا، فرمانے لگیں:

ایک شب وصل کے رنگوں میں حضور ﷺ کا میرے گھر ورود ہوا۔ آپ ﷺ میرے لحاف میں داخل ہوئے۔ قرب کی کیفیت یہ تھی کہ جسم منور کی تابشیں میرے جسم کو لمس کی خیرات دے رہی تھیں۔ اچانک آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کیا ایسے نہ کرلوں کہ آج شب میں اپنے ربّ کی عبادت میں بسر کروں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ! آپ کا قرب مجھے عزیز ہے لیکن آپ ﷺ کی منشا اور مراد کی تکمیل مجھے عزیز تر ہے اس لیے آپ جیسا چاہیں کرلیں تو آپ نے میرے قریب ہی عبادت شروع کردی۔ آپ نے قریب ہی پڑے ہوئے پانی سے وضو فرمایا اور نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور قرآن کی تلاوت شروع کردی، پھر آپ روئے، دعا کے لئے ہاتھ اٹھا تو زار وقطار رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ زمین سجدہ آپ کے مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لیے اطلاع کرنے حاضر ہوگئے۔ انہوں نے بھی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اتنا آپ کیوں رو رہے ہیں اللہ نے تو آپ کو معاف کیا ہوا ہے۔

آپ ﷺ فرمانے لگے:

اے بلال رضی اللہ عنہ! کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیوں نہ گریہ کروں، آج کی رات "اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ" آیت نازل ہوئی۔ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کے لیے بربادی ہے جنہوں نے یہ آیت پڑھی اور اس میں تفکر نہ کیا (633)۔

عبدالماجد دریا آبادی کی ترصیعات

"اللہ کی توحید اور فردیت کی، اس کی حکمت وصفت کی اور اُس کی قدرت اور حاکمیت کی حیران کن دلیلیں ملاحظہ ہوں: نظام فلکی اور اس کی تفصیلات، چاند، سورج، ستاروں کی تعداد، ان کے درمیانی فاصلے، ان کے باہمی تعلقات اور تاثرات اور ان کی گردشوں کی پیمائش، گرہن کے اسباب واوقات، ان کے مطالع اور مقارب، نور و حرارت کے قواعد وضوابط چشم کشا ہیں۔ رہی زمین تو ہیئت ارض، مساحت ارض، طبقات ارض، معدنیات ارض، کششِ ارض، ہواؤں اور موسموں کے تغیرات دیکھنے کے لیے تو ایک فن بھی کافی نہیں۔ جغرافیہ، طبعی جغرافیہ، جیالوجی، فزیالوجی، میٹرولوجی، آرکیالوجی خدا جانے کتنے فنون پر فنون نکلتے آ رہے ہیں لیکن کوئی اندازہ، تخمینہ، تجربہ، علم اور ادراک "خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ" کا ہی احاطہ نہیں کرسکتا ہر سو آیتیں ہی آیتیں جلوے دکھا رہی ہیں" (634)۔

بقیہ: صفحہ نمبر 15 پر

مقامِ سیدہ علیہا السلام سب سے ارفع واقرب وافضل

حافظ سخی احمد

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ، ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ''قبیلہ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی تو قریش اس کے معاملے میں بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کون گفتگو کرے؟ طے پایا کہ صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق بات کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں، چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''(اے اسامہ!) کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے متعلق سفارش کرتے ہو؟'' پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں کو اس امر نے تباہ کیا کہ جب ان میں سے کوئی دولت مند اور معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر (میری لختِ جگر) فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی چوری کرے تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا''۔

جمادی الثانی آقائے کریم، جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر، پارۂ جانِ رسول سیدۂ کائنات علیہا السلام کا ماہِ ولادت ہے اسی لیے درج بالا فرمانِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فی الوقت زیرِ مطالعہ عنوان حضرت سیدہ طیبہ مخدومۂ کائنات علیہا السلام کی بارگاہ کا ادب و احترام، ان کی عظمت وفضیلت اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُن کے مقامِ قُرب کو سمجھنے کی سعی وکوشش ہے۔ اس مقصد کے لیے درج ذیل نکات قائم کیے جاتے ہیں:

1۔ بیانِ روایت میں احتیاط وادب
2۔ مقامِ سیدہ علیہا السلام سب سے ارفع واقرب وافضل
3۔ مقامِ سیدہ پاک علیہا السلام کو سب جانتے، سب مانتے
4۔ اہل بیت کی تربیت کا کڑا معیار

1۔ بیانِ روایت میں احتیاط وادب

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر کے ذکرِ مبارک پر الفاظ وحروف وانداز ولہجہ کو ادب کے قرینوں میں خاک نشیں ہونا چاہیے کہ مسلک وشناخت اہل سنت تو ہمیشہ ہی سے ادب ہے۔ خاص طور سیدہ پاک علیہا السلام کے ذکر پر تو گردنیں جھک جانی چاہییں اور نگاہوں کو پیوستِ خاک رہنا چاہیے۔ امام احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ سیدۂ کائنات علیہا السلام کے ذکر پر میرے بدن پر کیفیت رعشہ طاری رہتی ہے۔ اگرچہ بیانِ نفاذ حدود کو واضح کرنے کے لیے آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کا نام نامی لیا مگر اس کا یہ ہرگز ہرگز مطلب نہیں کہ کوئی بھی شخص اسلام کے مزاجِ عدل کو بیان کرتے ہوئے روایت میں سیدہ وملکہ ومخدومۂ کائنات و جنت کا ذکر سوقیانہ اور بے باکانہ انداز میں کرتا رہے۔ اُن کی بارگاہ تو ہر مثال سے بلندتر ہے مگر فقط تفہیم کی خاطر یوں سمجھ لیں کہ اگر کسی شیخ المشائخ اور استاذ الاساتذہ کو اُن کے شیخ واستاذ بات کو سمجھانے کے لیے اُن کا ذکر ایسی ہی کسی مثال میں کریں تو اُن کے مریدوں وعقیدت مندوں اور تلامذہ کا یہ ہرگز حق نہیں ہے کہ وہ اُس مثال کو اس انداز میں بیان کریں جس میں ادب واحترام نہ ہو۔

اسی لیے امام ابن حجر عسقلانی الشافعی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اسی فرمانِ مُبارک کی شرح میں رقمطراز ہیں:

وَقد ذكر بن مَاجِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رُمْحٍ شَيْخِهِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ سَمِعْتُ اللَّيْثَ يَقُولُ عَقِبَ هَذَا الْحَدِيثِ قَدْ أَعَاذَهَا اللهُ مِنْ أَنْ تَسْرِقَ وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ هَذَا وَوَقَعَ لِلشَّافِعِيِّ أَنَّهُ لَمَّا ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ فَذَكَرَ عُضْوًا شَرِيفًا مِنِ امْرَأَةٍ شَرِيفَةٍ وَاسْتَحْسَنُوا ذَلِكَ مِنْهُ لِمَا فِيهِ مِنَ الْأَدَبِ الْبَالِغِ

''ابن ماجد اپنے شیخ محمد بن رمح سے اسی حدیث پاک کی بابت روایت کرتے ہیں کہ میں نے لیث سے سُنا کہ یقیناً اللہ رب العالمین نے اُنہیں چوری جیسے جرم سے اپنی پناہ میں رکھا اور ہر مسلمان کو بھی چاہیے کہ وہ ایسے ہی بیان کرے اور امام شافعی علیہ الرحمہ جب اس حدیث شریف کو بیان کرتے تو سیدۂ کائنات کا اسم مبارک لینے کی بجائے یوں بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان ہی ایک معزز ومحترم خاتون کا ذکر کیا اور ایسا ہی کرنا چاہیے کہ اس انداز میں کمالِ ادب ہے۔''

اسی بات کو ابو الفضل زين الدين عبد الرحيم العراقي اپنی تصنیف طرح التثریب في شرح التقريب میں درج ذیل الفاظ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ رَحِمَهُ اللهُ بَعْدَ رِوَايَتِهِ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ أَعَاذَهَا

اللهُ مِنْ ذَٰلِكَ أَيْ حَفِظَهَا مِنَ الْوُقُوعِ فِي ذَٰلِكَ وَحَمَاهَا مِنْهُ إِذْ هِيَ بِضْعَةٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا كَقَوْلِهِ تَعَالَى {وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ} [الحاقة: 44] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَهُوَ مَعْصُومٌ مِنْ ذَلِكَ وَقَدْ سَمِعْنَا أَشْيَاخَنَا رَحِمَهُمُ اللهُ عِنْدَ قِرَاءَةِ هَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُونَ أَعَاذَهَا اللهُ مِنْ ذَلِكَ وَبَلَغَنَا عَنِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ لَمْ يَنْطِقْ هَذَا اللَّفْظَ إِعْظَامًا لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَإِجْلَالًا لِمَحَلِّهَا وَإِنَّمَا قَالَ فَذَكَرَ عُضْوًا شَرِيفًا مِنِ امْرَأَةٍ شَرِيفَةٍ وَمَا أَحْسَنَ هَذَا

"لیث بن سعد علیہ الرحمہ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرماتے کہ بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس سے اپنی پناہ میں رکھا اور انہیں ہر ایسی بات سے محفوظ فرمایا کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک کا ٹکڑا ہیں۔ یہ روایت اسی طرح ہے جیسے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

"اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا لیتے۔"

سیدہ پاک علیہا السلام ہر ایسی بات سے معصوم ہیں اور ہم نے اپنے شیوخ علیہم الرحمہ سے کو سُنا کہ وہ اس روایت کی قراءت کے وقت یہی کہتے کہ اللہ رب العالمین نے اُنہیں ایسی ہر بات سے محفوظ رکھا ہے اور ہم تک امام شافعی علیہ الرحمہ سے بھی یہی بات پہنچی ہے کہ وہ سیدہ کائنات کے ادب و احترام واجلال کی وجہ اُن کا اسم مبارک نہیں لیتے تھے بلکہ یہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت میں سے ایک معزز و محتشم ومحترم خاتون کا نام لیا۔ اور یہی طریقہ احسن بھی ہے"۔

لوگو! نگاہیں جھکا لو
مؤمنو! ادب کا پیراہن پہنا لو
مسلمانو! لہجوں میں فقیری ومسکنت وعاجزی اختیار کرو
کہ یہ بارگاہِ سیدہ پاک علیہا السلام ہے

2۔ مقامِ سیدہ علیہا السلام سب سے ارفع واقرب وافضل

دوسرا اہم نکتہ اُس حکمت تک رسائی حاصل کرنا ہے کہ جس کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر کا ذکر فرمایا۔ اس کی وضاحت بھی فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی نے فرمائی:

وَإِنَّمَا خَصَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ بِالذِّكْرِ لِأَنَّهَا أَعَزُّ أَهْلِهِ عِنْدَهُ

"خصوصیت کے ساتھ اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ آپ ﷺ کو اپنے اہل میں سے وہ سب سے زیادہ محبوب تھیں"۔

اسی بات کو عمدۃ القاری میں علامہ بدر الدین عینی نے بھی بیان فرمایا اور اسی نتیجہ پر مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ملا علی قاری پہنچے اور تحفۃ الاحوذی بشرح جامع ترمذی کے مؤلف بھی یہی کہتے ہیں کہ سیدہ پاک علیہا السلام کا اسم مقدس بیان کرنے کی دو وجوہات تھیں:

1۔ سیدہ پاک علیہا السلام حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں
2۔ اقامتِ حد میں مبالغہ اور شدت مقصود تھی

اندازِ بیانِ رسول کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ سیدہ پاک علیہا السلام سے بڑھ کر آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں کوئی اور اقرب وارفع وافضل نہیں ہے۔ میر درد دہلوی علیہ الرحمہ کی منطق نہایت جاندار اور شاندار ہے:

جگر جگر است ، دگر دگر است

جو مقام حضور ﷺ کے بدنِ اطہر کے ٹکڑے کا ہے وہ مقام کسی اور کا نہیں ہوسکتا اسی لیے محبوب رب العالمین نے جب اپنے معبود ومسجود کے احکامات کے نفاذ و اقامت کا ذکر فرمایا تو شدت ومبالغہ کے لیے سب سے اقرب، سب سے ارفع، سب سے افضل، سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ عزیز اپنی لختِ جگر، اپنی نورِ نظر، اپنے جگر کے ٹکڑے، اپنی پارۂ جاں حضرت سیدہ پاک، اُمّ الحسنین علیہا السلام کا نام لیا۔ افضلیتِ سیدہ پاک علیہا السلام میں یہ فرمانِ مبارک حجتِ تامہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

3۔ مقام سیدہ پاک علیہا السلام کو سب جانتے، سب مانتے

زیرِ مطالعہ واقعہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بارگاہِ رسالت مآب میں ملتجی ہوئے تو آقا کریم ﷺ نے اقامتِ حد کو شدت سے بیان فرمایا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام جانتے اور مانتے تھے کہ مرتبہ ومقام میں کوئی بھی سیدہ پاک علیہا السلام کے برابر نہیں ہوسکتا ورنہ ذہنوں، سوچوں، خوابوں اور خیالوں میں یہ شبہ اور وہم رہ جاتا ہے کہ اگر فلاں ہوتا، یا پھر فلاں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر نام سیدہ پاک علیہا السلام نے امکانات کی دُنیا محدود نہیں بلکہ بالکل ختم ہی کر دیا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ اللہ کے پاک محبوب کسی کے بھی استقبال وتعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ یہ مقام وشان ومرتبہ وعزت تو صرف اور صرف مادرِ حسنین کریمین ہی کا مقدر ہے۔ اسی لیے جب سیدہ پاک علیہا السلام کا نامِ نامی آ گیا تو سب زبانیں خاموش ہوگئیں، سب ذہن ودل ودماغ مطمئن ہوگئے، کسی کو شک نہ رہا، سارے شبہات مٹ گئے، سارے سوالات ختم ہوگئے۔ اب اُس عورت کے ہاتھ کٹ بھی گئے مگر وہی قریش جو پہلے نہایت پریشان اور بے چین تھے وہ کچھ بھی نہ کہہ سکے کیونکہ سیدہ کائنات علیہا السلام کے اسم مقدس ومعطر ومعتبر آ جانے کے بعد اقامتِ حد کی اہمیت بھی واضح ہوگئی اور مقام وافضلیتِ سیدہ پاک علیہا السلام کا سب سے اقرار بھی ہوگیا۔

4۔ اہل بیت کی تربیت کا کڑا معیار

اگرچہ سیدہ پاک علیہا السلام رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب وعزیز تھیں۔ مگر اس منصب کے ساتھ ساتھ ملکۂ جنت بھی ہیں اور کائنات کی تمام عورتوں کی مخدومہ اور سردار بھی ہیں۔ آپ ہی کے صاحبزادے نوجوانانِ جنت کے شہنشاہ ہیں۔ اسی لیے آپ کی تربیت کا منہج رسالت سب سے زیادہ کڑا اور سخت تھا۔ یہ اس لیے نہایت اہم اور ضروری تھا کہ سیدہ پاک علیہا السلام نے قیامت تک آنے والی اُمّت کی خواتین کے لیے مثال اور نمونہ بننا تھا اور انہی سے آلِ رسول سے سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہنا تھا۔ اسی لیے آقائے کریم ﷺ نے کام کی زیادتی کے باوجود خادمہ دینے کے اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ مسلسل روزوں اور بھوک کے ساتھ زندگی گزارنے کی تربیت دی۔ سیدہ پاک علیہا السلام نے آزمائشوں کے ساتھ پُرکٹھن زندگی گزاری۔

تربیت کا یہی کٹھن معیار تھا کہ رسول اللہ ﷺ عبادت وبندگی کی تلقین کرتے، خشیت رب العالمین کا درس دیتے اور زندگی کی آسائشوں سے انہیں دور رکھا۔ اس لیے بطورِ خاص تربیت کی خاطر بھی ایسے مواقع پر ذکر فرماتے۔ مقصود یہ ہوتا کہ کائنات کے سامنے، ماننے والوں اور نہ ماننے والوں سب کے سامنے اہل بیت اطہار کا وہ کردار اُبھر کر سامنے آئے کہ بدترین دشمن بھی عزت وعظمت کو قبول وتسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے۔

حد ادراک بشر سے ماوراء ہیں فاطمہ
مصطفی کے واسطے حق کی عطا ہیں فاطمہ
طعنۂ ابتر کو سن کر احمد مختار نے
جو خلوص دل سے مانگی وہ دعا ہیں فاطمہ
آفتاب دیں نبی ہیں ماہتاب دیں علی
اور ان دونوں چراغوں کی ضیا ہیں فاطمہ

مدح کرتا ہے خدا تعظیم کرتے ہیں رسول
دیکھیے قرآن و سنت میں کہ کیا ہیں فاطمہ
عالم امکاں میں ان سے ماسوا کوئی نہیں
ابتدا ہیں فاطمہ اور انتہا ہیں فاطمہ
مختصر تاریخ ہے یہ مذہب اسلام کی
احمد مرسل بنا ہیں اور بقا ہیں فاطمہ
نسل زہرا کے سبب باقی ہے نسل مصطفی
سورۂ کوثر کا کامل معجزہ ہیں فاطمہ

بقیہ: تبصرہ وتذکرہ

عقل اور لب میں فرق

سورۂ بقرہ میں یہ ہی آیات اپنے جلوؤں کے ساتھ قاریٔ قرآن کے سامنے لائی گئی تھیں اور آخر آیت میں کہا گیا تھا کہ اس میں عقل والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں اور اب یہاں جب یہ آیت اختتام پذیر ہوئی تو کہا گیا اس میں ''اُولِی الْاَلْبَابِ'' کے لیے نشانیاں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل کے دو حال ہیں: ایک ظاہری اور دوسرا باطنی، ظاہری حال کے لیے عقل ہی استعمال ہوتا ہے جبکہ عقل کے باطنی حال کے لیے ''لب'' لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ بھی کہ ''لب'' کا لغوی معنیٰ مغز ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے عقل کا کامل حال ''لب'' کہلاتا ہے۔ عقل دلائل کی مدد سے چلتی ہے اور ''لب'' مشاہدہ اور حفاظت کی حس کے ساتھ چلتی ہے۔ اسی لیے جہاں تفصیلی دلائل ذکر ہوئے تھے وہاں لفظ عقل لایا گیا اور جہاں بات پلے پڑ گئی وہاں ''لب'' لفظ استعمال کر دیا گیا(635)۔

حوالہ جات

(625) تفسیر نمونہ: قلمکاروں کی ایک جماعت (626) تفسیر مظہری: پانیپتی
(627) معالم التنزیل: بغوی
(628) فی ظلال القرآن: سید قطب
(629) تفسیر نمونہ: قلمکاروں کی ایک جماعت (630) تفسیر القرآن: خازن
(631) حاشیہ جلالدین: صاوی ایضاً اسماعیل حقی ایضاً فازن
(632) روح المعانی: آلوسی ایضاً تفسیر نعیمی
(633) تفسیر کبیر: رازی (634) تفسیر ماجدی: عبدالماجد دریاآبادی
(635) تاج العروس: زبیدی، ایضاً کبیر، ایضاً تفسیر کبیر، ایضاً نجوم، ایضاً مواہب، ایضاً ابن عاشور

تعلیم حکمت

آیت کے افق پر حکمتوں کا سراج منیر طلوع ہوا ہے، غور سے سنو! رب قدوس کی آواز ہے کہ میں نے جسے رسول بنایا ہے، وہ وہی ہے جس کے لیے ابراہیم کی دعا تڑپی تھی۔ ہاں نوید مسیحا کی لطافت کا راز بھی وہی تھے۔ انہیں میں نے حکمت سکھانے والا بنا کر مبعوث کیا۔ حکمت دانش ہے، دانائی ہے، عقلمندی ہے، زمانہ شناسائی ہے۔ دانش نہ ہو تو حکومت کی نہیں جا سکتی اور سچ کی حکومت مانی نہیں جا سکتی۔ حکمت ایمان ہے اور حکمت جلوۂ اسلام ہے، اس لیے اللہ کے جو پیارے ہوتے ہیں اللہ انہیں حکمت ضرور عطا فرماتا ہے۔ رسول رحمت کی صحبت میں جو بیٹھا ہے معلم حکمت نے اسے حکمت ضرور سکھائی ہے۔ اعلان سننا ہو تو سماعت فرمالیں:

''میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے''۔

دانا اور دانشمند جو ہوگا وہ تعظیم اور انکساری کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکتا ضرور ہوگا۔ علی رضی اللہ عنہ اگر حکمت کا فروزاں ستارہ ہیں تو ساتھ ''ابوتراب'' بھی ہیں۔ انسان کی اصل قیمت کارناموں اور مہم جوئیوں میں نہیں علم و عرفاں اور عقل و حکمت کی فضیلتوں میں پوشیدہ ہے۔ علم و حکمت کو ڈاکو لوٹ نہیں سکتے اور موت ختم نہیں کر سکتی۔ حکمت زندگی بھی ہے اور زندگی نواز بھی، اس لیے کہ یہ سرمایۂ نبوت ہونے کی سند رکھتی ہے۔

''**تبصرہ**'' جلد دوم سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 151 کی تفسیر سے ایک اقتباس

منجانب: پروپرائیٹر: محمد زاھد، صادق موبائل رائل آرکیڈ قینچی امر سدھو لاہور۔ فون 0321-4398314

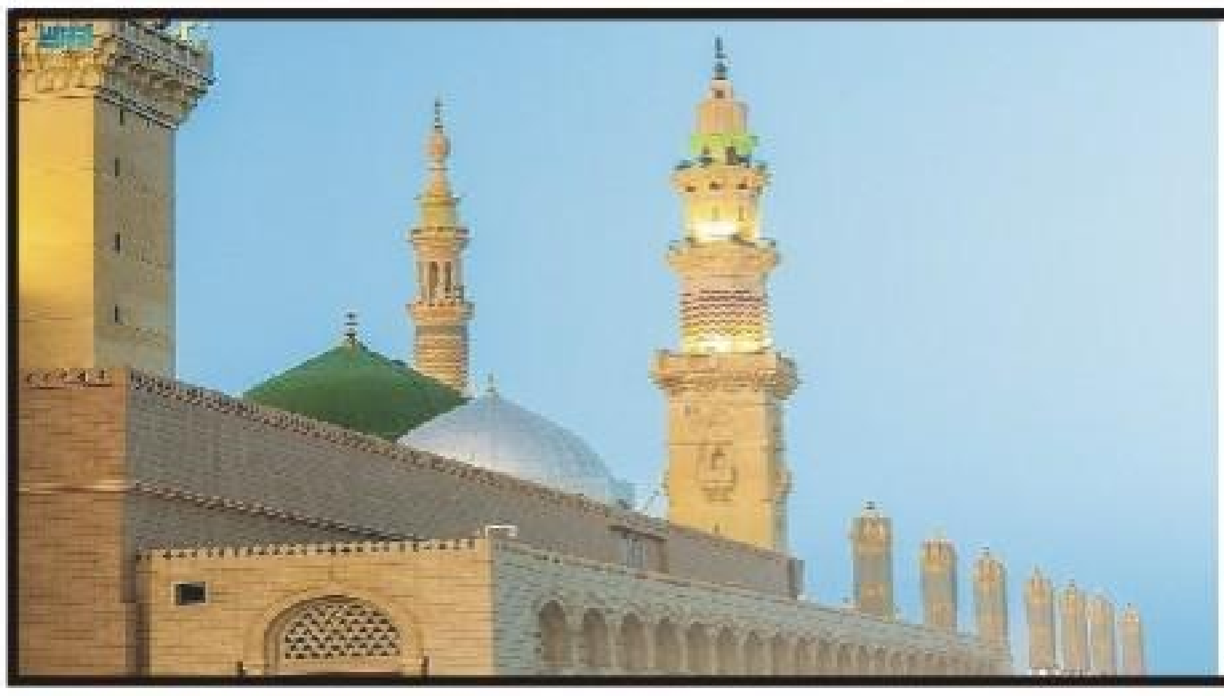

معراج کے واقعات

قرآن کی روشنی میں

مفتی راشد علی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ o

(بنی اسرائیل: 1)

’’وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گردونواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تا کہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے‘‘۔

قارئین کرام! برکتیں کیا ہیں؟ جواب: دُنیوی برکتیں کہ وہ علاقہ بڑا زرخیز اور ہرا بھرا ہے اور دینی برکتیں کہ وہ علاقہ ہزاروں انبیاء کا مسکن رہا ہے اور جس جگہ انبیاء کا مسکن ہوا انبیاء کی قبور ہوں وہ جگہ بابرکت ہُوا کرتی ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ مجھے مُلک شام میں اللہ تعالیٰ کے نبی اور میرے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے جب آپ کا وصال ہو گیا حضرت یوسف علیہ السلام آپ کا جسمِ مبارک لیکر مصر سے مُلک شام گئے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر کے قریب دفن کیا (تفسیر کبیر) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی ’’اے اللہ! مجھے بیت المقدس کی سرزمین پر پہنچا دینا (متفق علیہ) اس کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں دفن ہونے کی خواہش صرف اس لیے کی تھی کہ وہ بے شمار انبیاء کرام کا مدفن ہونے کے باعث متبرک ہے۔ قارئین کرام! ذکر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چل رہا ہے تو اس حوالہ سے صحیح مسلم کی ایک اور حدیث سماعت فرمایئے! حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، شبِ معراج میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا، وہ قبر کے اندر نماز پڑھ رہے تھے، اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، یاد رہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام پر وعدہ الٰہی کے مطابق موت طاری ہُوئی لیکن پھر انہیں حیات عطا کر دی گئی ہے۔ ’’امامت‘‘ حضور نبی اکرم ﷺ مسجد اقصیٰ میں پہنچے، جہاں حضرات انبیاء کرام موجود تھے، اذان ہُوئی، اقامت ہُوئی اور حضور اکرم ﷺ نے مصلّی امامت پر کھڑے ہو کر حضرات انبیاء کرام علیھم السلام کو نماز پڑھائی اور آپ ﷺ ’’امام الانبیاء‘‘ کے منصبِ جلیلہ پر جائز ہوئے۔ پھر آسمانی سفر شروع ہُوا آپ ﷺ پہلے آسمان سے ہوتے ہوئے ساتویں آسمان پر گئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہُوئے‘‘۔

سوال: واقعہ معراج کہاں سے ثابت ہے اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟ جواب: مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک راتوں رات تشریف لے جانا نص قطعی کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور زمین سے آسمان اور ان کے اوپر جن بلند مقامات تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہاں تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنے والا گمراہ ہے اور جنت میں یا عرش پر جانا اخبار احاد سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنے والا گنہگار ہے۔

ماہ رجب کی ستائیسویں شب

ماہ رجب کی ستائیسویں شب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے ساتوں آسمان، جنت و دوزخ اور ساتویں آسمان سے عرش بریں، ماوراء عرش جہاں تک اس کو منظور تھا سیر کرائی اپنے قرب خاص و دیدار پر انوار کی سعادت سے مشرف فرمایا اور آپ کی وساطت سے امت کو نماز کا عظیم تحفہ عنایت فرمایا۔ معراج جسمانی قرآن کریم سے ثابت ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

(بنی اسرائیل: 1)

’’وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گردونواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تا کہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے‘‘۔

جسمانی معراج

جسمانی معراج کی واضح دلیل آیت معراج میں وارد ’’بعبدہ‘‘ کا لفظ ہے ’’عبد‘‘ کے معنی سے متعلق مفسرین نے فرمایا ہے کہ روح اور جسم کے مجموعہ کا نام ’’عبد‘‘ ہے عبد (بندہ) نہ صرف روح کو کہا جا سکتا ہے اور نہ محض جسم کو۔ لہٰذا لفظ عبد سے معلوم ہوا کہ معراج روح اقدس وجسم اطہر کے ساتھ ہوئی (تفسیر رازی، سورۂ بنی اسرائیل۔ 1) صحیح احادیث میں براق لائے جانے کا ذکر ملتا ہے، (دیکھیے صحیح مسلم) ظاہر ہے کہ براق جیسے جانور پر روح اطہر نہیں بلکہ جسم منور کی سواری ہوتی ہے۔ سفر معراج سے متعلق حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیرات احمدیہ میں آیت معراج کے تحت فرماتے ہیں: صحیح ترین قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف حالت بیداری میں جسم اطہر اور روح مبارک کے ساتھ ہوئی یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے لہٰذا جو شخص کہے کہ معراج صرف روح کے ساتھ ہوئی یا نیند کی حالت میں ہوئی وہ

بدعتی، گمراہ، گمراہ گر اور دائرہ اطاعت سے خارج ہے۔(تفسیرات احمدیہ) شب معراج اور دیدار حق تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بالا کی سیر کرتے ہوئے قدرت کی نشانیوں کا مشاہدہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار پر انوار کی نعمت لازوال سے مشرف ہوئے۔جس کا قرآن کریم و احادیث صحیحہ میں کہیں اشارۃً اور کہیں صراحۃً ذکر موجود ہے چنانچہ واقعہ معراج کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی o (النجم 11) (اُن کے) ''دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا''۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى o (النجم 13) اور بیشک انہوں نے تو اُس (جلوہ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا (اور تم ایک بار دیکھنے پر ہی جھگڑ رہے ہو) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی o (النجم 17) اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی)۔ یعنی آپ کی نظر سوائے جمال محبوب کے کسی پر نہ پڑی۔ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى o (النجم 18) بیشک انہوں نے (معراج کی شب) اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں''۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے: اور اللہ رب العزت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب عطا کیا، مزید اور قرب عطا کیا یہاں تک کہ آپ اس سے دو کمانوں کے فاصلہ پر رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا مفہوم صحیح بخاری میں روایت ہے: مسروق بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص تم کو یہ بتائے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو احاطہ کے ساتھ دیکھا ہے تو اس نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ o (الانعام 103)۔ ''نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ بڑا ایک باریک بین بڑا باخبر ہے''۔ اس میں مطلق دیدار الٰہی کی نفی نہیں ہے بلکہ احاطہ کے ساتھ دیدار کرنے کی نفی ہے اللہ تعالیٰ کا دیدار احاطہ کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات لامحدود ہیں۔ اس لیے احاطہ کے ساتھ دیدارِ خداوندی محال ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر احاطہ کے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

غیبت اور آبروریزی کا انجام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج کروائی گئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو بُری طرح نوچ رہے تھے۔ میں نے سوال کیا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتیں پامال کرتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد)

سود کھانے کا انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی، (اس سفر کے دوران میں) میرا گزر ایسے افراد کے پاس سے ہوا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے، ان (پیٹوں) میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ اسلام نے فرمایا: یہ سود کھانے والے ہیں۔ (ابن ماجہ)

دنیا دار خطباء کا انجام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جارہا تھا میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں جبریل امین نے کہا یہ دنیا دار خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھلا دیتے تھے۔ حالانکہ وہ کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے تھے (اور جانتے تھے کہ احکام شرعیہ سے کسی کو استثناء نہیں) پس کیا وہ عقل نہیں رکھتے۔

(مسند احمد)

قرض کا ثواب اٹھارہ گنا تک ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے دیکھا جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا: صدقے کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں کہا: اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ قرض صدقے سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ سائل (بعض اوقات) سوال کرتا ہے، حالانکہ اس کے پاس (اس کی ضرورت کا مال) موجود ہوتا ہے جبکہ قرض لینے والا ضرورت (اور مجبوری) کی حالت ہی میں قرض لیتا ہے (کیونکہ قرض کی واپسی تو ضروری ہے اس لیے مجبوری کے وقت ہی لیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلام و پیغام اُمتِ محمدیہ کے نام!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی شب میری ملاقات حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام کہیے اور انہیں بتائیے کہ جنت کی مٹی بڑی زرخیز ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے (اس میں کاشت کرتے کی ضرورت ہے اور) اس کی کاشتکاری سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ ہے۔ (سنن ترمذی) قارئین کرام! شبِ معراج اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چھٹے آسمان پر آئے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، آپ کی اُمت کمزور ہے واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جائیے اور تخفیف کے لیے عرض کریں، آپ واپس گئے، پانچ نمازیں کم ہُوئی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو (9) مرتبہ گئے پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی گئیں، اور پھر صرف پانچ رہ گئی، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تخفیف کے لیے عرض کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب مجھے اپنے رب کے پاس جاتے ہُوئے حیا آتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین نذرانے پیش کیے: نمبر (1) تمام قولی عبادتیں نمبر (2) تمام بدنی عبادتیں نمبر (3) تمام مالی عبادتیں تیرے لیے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین انعام، نمبر (1) فرمایا السلام علیک ایھا النّبی، نمبر (2)، ورحمۃ اللہ نمبر (3) و برکاتہٗ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انعامات کو اپنی حد تک محدود نہیں رکھا بلکہ تمام انبیاء و ملائکہ اور اپنی اُمت کو بھی شامل فرمایا عرض کی۔ السلام علینا و علی عباداللہ الصالحین''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بیت المقدس کا 1500 کلومیٹر دور سے مشاہدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قریش نے (شبِ معراج میں میرے بیت المقدس جانے کے بارے میں) مجھے جھٹلایا (اور بیت المقدس کی عمارتوں کی علامات اور نشانیاں مجھ سے پوچھنے لگے) تو میں (خانہ کعبہ سے متصل) حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا، چنانچہ میں بیت المقدس کی طرف دیکھ دیکھ کر اس کی نشانیاں اور علامات لوگوں کو بتاتا رہا۔ (صحیح بخاری)

بقیہ: صفحہ نمبر 32 پر

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر منظور حسین اختر

حضرت مولائے کائنات، مشکل کشا، شیر خدا، اخیٔ رسول، دامادِ مصطفیٰ، زوج بتول، بابائے حسنین، مولا علی علیہ السلام کی محبت ایمان کی بنیاد ہے۔ آپ کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، آپ کی محبت ایمان کی نشانی جبکہ آپ کا بغض منافقت کی نشانی ہے۔ اس سے بڑھ کے ستم ظریفی کیا ہوگی کہ وہی مولا علی علیہ السلام جن کی محبت معیار ایمان اور جن کا بغض علامت نفاق ٹھہرا انہی مولا علی سے محبت کرنے والوں پر طرح طرح کے فتوے لگتے رہے اور لگ رہے ہیں۔

پچھلے دنوں مفکر اسلام، مفکر قرآن حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ جی نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا: (اس خطاب کا کلپ انٹرنیٹ پر وائرل ہے) کہ ''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی پر بھی لوگوں نے رافضیت کے فتوے لگائے'' آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر، ان سے محبت کس قدر مشکل کام ہے، اس صف میں جو بھی آیا اسے فتووں کے طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ہمت ہے ان لوگوں کی جو ان طوفانوں کے آگے ڈٹ کر کھڑے ہوگئے جنہوں نے لومۃ لائم کی پرواہ تک نہ کی۔

صحاح ستہ کی ایک کتاب کے مصنف حضرت امام نسائی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کی کتاب ''خصائص علی'' کے بعد بھی کوئی شک باقی رہ جاتا ہے کہ ہمارے اسلاف پر طعنہ زنی ہوتی رہی حتیٰ کہ انہیں ذکر مولا علی رضی اللہ عنہ پر شہید تک کر دیا گیا لیکن انہوں نے مولائے کائنات کی ردائے عشق کو اپنے سروں سے دور نہ ہونے دیا۔ حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت میثم، و دیگر بزرگان دین کی محبت علی رضی اللہ عنہ ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

تاریخ ابن کثیر و تاریخ مدینہ و دمشق میں مختلف طرق سے یہ حدیث منقول ہے:

ما انزل اللہ آیۃ یایھا الذین امنوا الا علی راسھا و امیرھا

''اللہ تعالیٰ نے جو آیت بھی نازل فرمائی جو اے ایمان والوں سے شروع ہوتی ہے تو اس میں ایمان والوں کے بطور سردار و امیر مولا علی مراد ہوتے ہیں''۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

(سیر اعلام النبلائ و تاریخ الخلفائ)

ماورد لاصحاب رسول اللہ ﷺ من الفضائل ماورد لعلی

''جتنے فضائل مولا علی کی شان میں وارد ہوئے کسی اور صحابی کی شان میں وارد نہیں ہوئے''۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کے چند نام نہاد ماننے والے نہ جانے اعلیٰ حضرت کو پڑھتے کیوں نہیں اور کیوں محبت علی علیہ السلام سے محروم ہیں، آیئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے!

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی نے مولا علی علیہ السلام کے بارے میں اپنی کتاب ''مطلع القمرین'' میں ارشاد فرمایا:

سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے
علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نیابت عامہ و خلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین کو حاصل، عالم علوی و سفلی میں ان کا حکم جاری، فرمان روائے کن کو ان کی زبان کی پاسداری، تدابیر و تصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبارِ عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں، منشور خلافت مطلقہ و تفویض تام کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکہ و خطبہ ان کا ملائ ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا، دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔۔۔

پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہ کارِ خطیر و منصب جلیل حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت ہوا، تمام اقطاب عالم اس جناب کے زیر حکم مدبرات الامر میں، سروروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکام کا عزل و نصب و عطا و منع و کن و مکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حاجت مندانِ عالم اپنے مطالب و مقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستانِ فیض نشاں پر سرِ ارادت دھرتے ہیں، یہاں تک کہ عرف مسلماناں میں مولا مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور ''نادعلیا مظہر العجاء'' کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا''۔ (مطلع القمرین)

قارئینِ کرام! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مندرجہ بالا جملے ایک مرتبہ پھر غور سے پڑھیں اور عقیدہ سازی کریں کہ اعلیٰ حضرت، مولائے کائنات کو کس مقام پر فائز قرار دیتے ہیں، ذرا پھر غور کریں کہ ''عطا و منع'' حضور ﷺ کی بارگاہ سے حضرت علی کو تفویض ہوئی، اب اگر کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھے تو اسے ان جناب علیہ السلام کی بارگاہ سے کیا مل سکتا ہے۔۔۔ خوب غور فرمائیں۔

ایک اور مقام پر امام احمد رضا لکھتے ہیں:

اس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرّار کہ مولیٰ ہے ہمارا
مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین
ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی پاک بارگاہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عقیدت

پارہ ہائے صُحُف غنچہ ہائے قدس
اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

خونِ خیرُ الرُّسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عِفّت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اُس رِدائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حسنین کریمین کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت کا ہدیہ عقیدت

شہد خوارِ لُعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام
اُس شہیدِ بلا، شاہِ گلگوں قبا
بے کسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
حَسَنِ مجتبیٰ سیّدُ الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اَوجِ مَہرِ ہُدیٰ، موجِ بحرِ ندیٰ
رَوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

ایک اور جگہ فرمایا:

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اُس نور کی جلوہ گاہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اُس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں، آدھے سے حسین
ایک سینہ تک مشابہ اِک وہاں سے پاؤں تک
حُسنِ سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا
صاف شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توام میں لکھا ہے یہ دو وَرقہ نور کا

افسوس آج کچھ "اپنے" اعلیٰ حضرت کا نام لے کر ذکر مولا علی علیہ السلام کو روکنے کا سبب بن رہے ہیں اور عشق علی علیہ السلام کو رافضیت کا نام دے رہے ہیں اے کاش کہ وہ اعلیٰ حضرت کو تعصب کی عینک ہٹا کر پڑھ لیتے۔

آج پھر تم نے کسی اور کی عینک پہنی
آج پھر تم کو میرے عیب نظر آئیں گے

آیاتِ قرآنیہ درشانِ مولائے کائنات، حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام

ابن عساکر نے سیدنا ابن عباس سے نقل کیا کہ مولا علی کی شان میں تین سو یا آٹھ سو آیات نازل ہوئیں۔ چند ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

پہلی آیت کریمہ درشانِ مولا علی علیہ السلام

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللهُ وَ رَسُولُہ وَ الَّذِینَ آمَنُوا الَّذِینَ یُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤتُونَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُونَ (المائدہ: ۵۶)

"نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے دوست ہیں وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہوتے ہیں"۔

زمخشری اپنی کتاب کشاف میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ نے نماز پڑھتے وقت حالت رکوع میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کی۔ زمخشری مزید کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ اس آیت میں تو جمع کا لفظ آیا ہے اور یہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لیے کس طرح درست ہوسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی کام کا سبب فقط ایک ہی شخص ہو تو وہاں اس کے لیے جمع کا لفظ استعمال ہوسکتا ہے تاکہ لوگ اس فعل کی شبیہ بجالانے میں رغبت حاصل کریں اور ان کی خواہش ہو کہ ہم بھی اس جیسا ثواب حاصل کرلیں۔ (الکشاف ج ۱ ص ۶۴۹)

دوسری آیت کریمہ درشانِ مولائے کائنات

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِنْ رَبِّہٖ وَ یَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِنْہُ

"کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر قائم ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہے جو اسی سے ہے"۔

سیوطی درمنثور میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں اور مزید کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"افمن کان علیٰ بینۃٍ من ربہ و یتلوہ شاھدٌ منہ"

"وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر قائم ہے وہ میں ہوں اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ بھی ہے جو اسی سے ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں"۔

(سیوطی نے درمنثور میں اس آیت کے ذیل میں اس مطلب کو بیان کیا ہے)

اور اللہ کا یہ ارشاد ہے:

"أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ"

"کیا ایمان لانے والا اس شخص کے برابر ہے جو بدکاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہیں"۔

واحدی نے مذکورہ آیات کے اسباب نزول کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا۔

میں آپ سے عمر میں زیادہ، زبان میں گویا تر اور زیادہ لکھنا جانتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ خاموش ہوجاؤ تم تو فاسق ہو اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

"أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ"

"کیا ایمان لانے والا شخص اس کے برابر ہے جو کھلی بدکاری کرتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے"۔

ابن عباس کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ "حضرت علی علیہ السلام مومن ہیں اور ولید بن عقبہ فاسق ہے"۔

(واحدی اسباب نزول ص ۲۶۳)

تیسری آیت کریمہ

"اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا وَ اِنْ تَظَاھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللهَ ھُوَ مَوْلٰیہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤمِنِیْنَ وَالْمَلٰئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ" (تحریم: آیت ۴)

"بیبیو! اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے جبکہ تم دونوں کے دل مائل سے بھی لگ رہے ہیں لیکن اگر تم نے رسول پر زور ڈالا تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرائیل اور صالح مومن اور تمام کے تمام فرشتے اس کے بعد ان کے پشت پناہ ہیں"۔

ابن حجر کہتے ہیں طبری نے مجاہد کے حوالہ سے نقل کیا ہے صالح المومنین حضرت علی علیہ السلام، ابن عباس، حضرت امام محمد بن علی الباقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (فتح الباری، ج ۱۳ ص ۲۷)

چوتھی آیت کریمہ

"لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ" (حاقہ آیت ۱۲)

"تاکہ اس سرگزشت کو ہم تمھارے لیے یاد دہانی کا ذریعہ بنادیں اور محفوظ کر لینے والے کان اسے محفوظ کر لیں"۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی اس آیت و تعیھا اُذن واعیہ کی تلاوت فرمائی اور پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ وہ آپ کے کانوں کو ان خصوصیات کا مالک بنا دے"۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم سے جس چیز کو بھی سنتا تھا اسے فراموش نہیں کرتا تھا۔ (تفسیر طبری ج ۲۹ ص ۳۵)

پانچویں آیت کریمہ

"أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"

"بے شک آپ تو خطراتِ زندگی سے آگاہ فرمانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک راہ راست پر ڈالنے والا ہے"۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"أنا المنذر وعلي الهادي وبك يا علي يهتدى المهتدون من بعدى"

"میں ڈرانے والا اور حضرت علی علیہ السلام ہادی ہیں"۔

اس کے بعد اسی جگہ فرمایا:

"اے علی علیہ السلام میرے بعد ہدایت چاہنے والے تیرے ذریعے ہدایت پائیں گے"۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۷)

چھٹی آیت کریمہ

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے:

"الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ"

"وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے اموال کو رات میں بھی اور دن میں بھی چھپا کر بھی اور کھلے طور پر بھی ان کے رب کے حضور اجر ہے اور نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے"۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی آپ کے پاس چار درہم تھے آپ نے ایک درہم رات میں، ایک درہم دن میں، ایک درہم چھپا کر اور ایک درہم علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(اس روایت کو اسد الغابہ میں ابن اثیر جزری نے ج ۴ ص ۲۵، ذکر کی ہے اور اسی مطلب کو زمخشری نے تفسیر کشاف میں نقل کیا ہے ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے)

ساتویں آیت کریمہ

"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا"

(مریم آیت ۹۶)

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے عنقریب رحمن ان کے لیے چاہنے والوں کے دل وا کر دے گا"۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضل و کمال کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیات میں خداوند متعال کا ارشاد سیجعل لھم الرحمن ودا خصوصی طور پر آپ کی بابرکت شان کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی کے بارے میں ابو حنفیہ کہتے ہیں کہ کوئی مومن نہیں ہے جس کے دل میں حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کی محبت قائم نہ ہو۔ (ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۰۷، الصواعق ص ۱۰۲، نور الابصار ص ۱۰۱)

آٹھویں آیت کریمہ

"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ"

(البینہ آیت: 7)

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں مخلوق میں سب سے بہترین لوگ یہی ہیں"۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

"يا علي تاتي أنت و شيعتك يوم القيامة راضين مرضين و يأتي عدوك غضابا مقمحين"

"اے علی علیہ السلام وہ خیر البریہ آپ اور آپ کے محبین ہیں آپ اور آپ کے محبین قیامت کے دن خوشی و مسرت کی حالت میں آئیں گے اور آپ کے دشمن رنج و غضب کی حالت میں آئیں گے"۔

قال: ومن عدوی؟

"حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ میرا دشمن کون ہے؟"

قال: من تبرأ منك و لعنك

آپ نے فرمایا:

"جو آپ سے دوری اختیار کرے اور آپ کو برا بھلا کہے وہ آپ کا دشمن ہے"۔

(صواعق محرقہ ص ۹۶، نور الابصار ص ۷۰ اور ص ۱۰۱)

نویں آیت کریمہ

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"۔

"اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔

سورۂ توبہ کی اس آیہ شریفہ کے ذیل میں جناب سیوطی کہتے ہیں:

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کا یہ فرمان: "اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" "اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔ اس میں سچوں کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔

دسویں آیت کریمہ

"أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ"

(التوبہ: ۲۰)

(درمنثور در ذیل آیت)

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی آبادی کو اس کے برابر ٹھہرایا ہوا ہے جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ کے نزدیک وہ برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

السدی کہتے ہیں کہ "حضرت علی علیہ السلام، جناب

عباس اور شیبر بن عثمان آپس میں فخر کیا کرتے تھے ، حضرت عباس کہتے تھے میں آپ سب سے افضل ہوں کیونکہ میں بیت اللہ کے حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں ، جناب شیبر کہتے تھے کہ میں نے مسجد خدا کی تعمیر کی ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

" میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :

"الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ"

(توبہ آیت ۲۰ تا ۲۱ تفسیر طبری ج ۱۰ ص ۶۸)

'' جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اللہ کے نزدیک ان کا درجہ بہت بڑا ہے اور یہی لوگ کامیابی سے ہمکنار ہونے والے ہیں ۔

ان کا پالنے والا انہیں اپنی خاص رحمت اور خوشنودی کی بشارت دیتا ہے اور جنتوں کی جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں گی'' ۔

گیارہویں آیت کریمہ

نیز اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے :

"وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ"

'' اور روک لو انہیں بے شک وہ باز پرس کیے جائیں گے'' ۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ دیلمی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انہیں روکو، کیونکہ ان سے ولایت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام سے متعلق سوال کیا جائے گا ۔

اسی مطلب کو واحدی نے بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے فرمان وقفوہم انہم مسئولون ۔ کہ انہیں ٹھہراؤ یہ لوگ ذمہ دار ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت کے بارے میں جواب دہ ہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالی نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو بتاؤ کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کا فقط یہی اجر مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو ۔

کیا ان لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام سے اسی طرح محبت کی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا یا انہوں نے ان سے محبت کرنے کا اہتمام نہیں کیا اور اسے اہمیت نہیں دی لہٰذا اس سلسلہ میں ان لوگوں سے پوچھا جائے گا ۔ (الصواعق محرقہ ص ۷۹)

بارہویں آیت کریمہ

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"

(المائدہ: ۵۴)

'' اے ایمان والو! جو تم میں سے اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا کہ وہ ان سے محبت فرمائے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے، مومنوں کے لئے نرم کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈریں گے نہیں، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ وسیع علم والا ہے'' ۔

فخر الدین رازی اور علماء کا ایک گروہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ، اور اس پر دو چیزیں دلالت کرتی ہیں پہلی یہ کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا :

"لأدفعن الراية غداً الى رجلٍ يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله"

" کل میں یہ پرچم اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں'' ۔

اس کے بعد پرچم حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا لہٰذا یہ وہ صفت ہے جو آیت میں بیان ہوئی ہے ۔

دوسری یہ کہ اللہ نے اس آیت کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے حق میں بیان فرمائی :

"إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ"

'' نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے دوست ہیں وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہوتے ہیں'' ۔

ابن جریر کہتے ہیں :

اگر یہ آیت یقینا حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اس سے پہلی والی آیت کا حضرت علی کے حق میں نازل ہونا اولی ہے ۔

تیرہویں آیت کریمہ

"فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ"

'' اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے سوال کرو'' ۔

(النحل: ۴۳)

جابر جعفی کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے تھے ہم اہل ذکر ہیں ۔ (تفسیر طبری ج ۱۷ ص ۵)

چودھویں آیت کریمہ

"أَفَمَن شَرَحَ اللهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّن رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللهِ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ"

'' کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا رہے پس افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یاد خدا کے سلسلے میں سخت ہو گئے ہیں وہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں'' ۔

(زمر: ۲۲)

یہ آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کو بیان کرتی ہے کیونکہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام، حضرت حمزہ علیہ السلام، ابولہب اور اس کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حمزہ وہ ہیں جن کے سینوں کو اللہ تبارک تعالی نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے اور ابولہب اور اس کی اولاد وہ ہے جن کے دل سخت ہیں ۔ (ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۰۷)

پندرہویں آیت کریمہ

"مِنَ الْمُؤْمِنِینَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا" (احزاب: ۲۳)

"مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے خدا سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داری پوری کر چکے ہیں اور بعض (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے (ذرا سی بھی) تبدیلی اختیار نہیں کی"۔

حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے وہاں آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

یہ آیت میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور میری شان میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ اپنی ذمہ داری بدر کے دن شہید ہو کر پوری کر گئے اور حمزہ احد کے دن درجہ شہادت پر فائز ہو کر اپنی حیات مکمل کر گئے اور میں اس کا منتظر و مشتاق ہوں۔ پھر اپنی ریش مبارک اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ عہد ہے جو مجھ سے میرے حبیب حضرت ابوالقاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا ہے۔ (صواعق محرقہ ص:۸۰)

سولہویں آیت کریمہ

"وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ" (زمر: ۳۳)

"اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ (تو) پرہیزگار ہیں"۔

یہاں صدق بہ میں سارے ہی مومنین شامل ہیں، خصوصا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی۔ ابو هریرہ کہتے ہیں کہ صدق کو لانے والے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

(درمنثور ذیل تفسیر آیہ)

سترہویں آیت کریمہ

"مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ"

"اس نے آپس میں ملے ہوئے دو دریا بہا دیے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا پھر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان دونوں سے موتی اور مونگے (لولو اور مرجان) نکلتے ہیں"۔

(سورۃ الرحمان)

ابن مردویہ نے ابن عباس سے مرج البحرین یلتقیان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہ السلام ہیں اور برزخ لا یبغیان سے مراد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور "یخرج منهما اللؤلؤ و المرجان" سے مراد حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔

(درمنثور)

اٹھارہویں آیت کریمہ

"أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ"

"جو لوگ برے کاموں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں کی مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کیا ان کا جینا و مرنا مساوی ہے یہ لوگ (کیسے کیسے) برے حکم لگایا کرتے ہیں"۔

(جاثیہ:۲۱)

کلبی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ اور تین مشرکین عتبہ، شیبہ اور ولید بن شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ تینوں مومنین سے کہتے تھے کہ تم کچھ بھی نہیں ہو اگر ہم حق کہہ دیں تو ہمارا حال قیامت والے دن تم سے بہتر ہوگا۔ جیسا کہ دنیا میں ہماری حالت تم سے بہتر ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالی نے اپنے اس فرمان کے ساتھ ان کی نفی کی ہے کہ یہ واضح ہے کہ ایک فرمانبردار مومن کا مرتبہ و مقام ایک نا فرمان کافر کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

(تفسیر کبیر، فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ)

چند احادیث رسول اللہ ﷺ در شانِ مولائے کائنات

احادیث رسول ﷺ میں سے چند احادیث بطور تبرک ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

حضرت علی علم وحکمت کا دروازہ

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں"۔

(مستدرک للحاکم، 4/96، حدیث: 3744)

أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

"میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں"۔

(ترمذی، 5/402، حدیث: 3744)

دعائے مصطفیٰ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِمْلَأْ قَلْبَهُ عِلْماً وَفَهْماً وَحِكْماً وَنُوراً

"اے اللہ! علی کے سینے کو علم، عقل و دانائی، حکمت اور نور سے بھر دے"۔

(تاریخ ابن عساکر، 42/386)

حضرت علی اور علم کے ہزار باب

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم ﷺ نے مجھے علم کے ایک ہزار باب سکھائے اور میں نے ان میں سے ہر باب سے مزید ایک ہزار باب نکالے۔

(تفسیر کبیر، 3/200)

جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو

آپ علیہ السلام کی علمی لیاقت بیان کرتے ہوئے صحابی رسول حضرت سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ نے خطبے کے دوران ارشاد فرمایا: مجھ سے سوال کرو، اللہ پاک کی قسم! تم مجھ سے قیامت تک ہونے والے جس معاملے کے متعلق بھی پوچھو گے میں تمہیں اس کا جواب ضرور دوں گا۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص 157، رقم: 508)

تابعی بزرگ حضرت سیدنا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سوائے حضرت علی علیہ السلام کے کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ مجھ سے پوچھ لو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، 13/457، رقم: 26948)

حضرت علی اور قرآنی آیات کی معلومات

آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے قرآن کریم

کے بارے میں پوچھو، بے شک میں قرآنِ پاک کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں، ہموار زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔ ایک مقام پر مولا علی مشکل کُشا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ پاک کی قسم! میں قرآنِ کریم کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کب اور کہاں نازِل ہوئی ہے اور کس کے بارے میں نازِل ہوئی ہے۔

(طبقاتِ ابن سعد، 2/257)

قرآنِ کریم کے ظاہر و باطن کے عالم

فقیہِ اُمّت کا لقب پانے والے صحابی حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کی قرآن فہمی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا علی علیہ السلام ایسے عالِم ہیں کہ جن کے پاس قرآنِ کریم کے ظاہر و باطن دونوں کا علم ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 42/400)

قرآنِ کریم کی آیت کے ظاہر اور باطن کی وضاحت کرتے ہوئے حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ظاہری مراد اِس کا لفظی ترجمہ ہے باطنی مراد اِس کا منشاء اور مقصد یا ظاہر شریعت ہے اور باطن طریقت یا ظاہر احکام ہیں اور باطن اَسرار یا ظاہر وہ ہے جس پر علماء مطّلع ہیں اور باطن وہ ہے جس سے صوفیائے کرام خبردار ہیں یا ظاہر وہ جو نقل سے معلوم ہو باطن وہ جو کشف سے معلوم ہو۔

(مراۃ المناجیح، 1/210)

حضرت علی کے فتوے پر عمل

صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو اگر کسی معاملے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فتوے کا علم ہو جاتا تو صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان آپ کے فتوے پر عمل کیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی معتبر شخص ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بتاتا تو ہم اُس سے تجاوز نہ کرتے۔

(طبقاتِ ابن سعد، 2/258)

مسائل میں حضرت علی کی طرف رُجوع

صحابۂ کرام بلکہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی مسائل کے حل کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں۔ جیسا کہ تابعی بُزرگ حضرت شُریح بن ہانی رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیونکہ وہ اس مسئلے کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

(مسلم ص130، 131، حدیث: 639، 641 ملخصاً)

حضرت علی اور علمِ میراث

حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اہلِ مدینہ میں علمِ میراث سب سے زیادہ جانتے تھے۔

(الاستیعاب، 3/207)

''علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے''۔

(مستدرک الحاکم جلد 3 صفحہ 11)

''علی کا ذکر عبادت ہے''۔

حوالہ:۔(کنز العمال جلد 11 صفحہ 601)

''علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے، جو موسیٰ کو ہارون سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(صحیح بخاری جلد 3 صفحہ 1142)(صحیح مسلم جلد 31 صفحہ نمبر 5931)

یوم خیبر، ''کل علم اس کو دوں گا جو اللہ، اسکے رسول کا محبوب ترین ہوگا''۔

(صحیح مسلم جلد 31، صفحہ 5917)

''میرے بعد جو چیزیں باعث اختلاف ہوں گی، ان میں علی کی عدالت سب سے بہترین ہے''۔

(کنز اعمال جلد 13، صفحہ 120)

''علی تمہارے درمیان بہترین حاکم ہے''۔

(کنز اعمال جلد 13، صفحہ 120)

''میں سردار فرزندان آدم ہوں، (علی) سردار عرب ہے''۔

(مستدرک الحاکم جلد 3، صفحہ 123)

''یوم خندق ضربت علی علیہ السلام ثقلین کی عبادت سے افضل ہے''۔

(مستدرک الحاکم جلد 3 صفحہ 34)

''علی کے گھر کے علاوہ مسجد نبوی کے اندر کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیے جائیں''۔

(مستدرک الحاکم جلد 3، صفحہ 125)

''علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں''۔

(مسند احمد ابن حنبل جلد 5، صفحہ 606)

(صحیح ترمذی جلد 13، صفحہ 168)

لشکر روانہ کرتے وقت فرمایا:

''خدایا مجھے اس وقت تک موت نا دینا جب تک علی کو دوبارہ دیکھ نہ لوں، راوی ام ایمن''۔

(صحیح ترمذی جلد 13 صفحہ 178)

''علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے''۔

(صحیح ترمذی جلد 31، صفحہ 166)

''جس نے علی کو ستایا، اس نے مجھے ستایا''۔

(مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 صفحہ 534)

''جس نے علی سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی''۔

(مناقب علی ابن ابی طالب صفحہ 192)

''اے علی! مومن کے علاوہ کوئی تم سے محبت نہیں کرسکتا، منافق کے علاوہ کوئی تم سے بغض نہیں رکھ سکتا''۔

(صحیح ترمذی جلد 13 صفحہ 177)

''علی کی دوستی برائیوں کو یوں کھاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو''۔

(کنز العمال جلد 11، صفحہ 125)

''اے علی! جو ہماری اطاعت کرے گا اس نے خدا کی اطاعت کی''۔

(مستدرک الحاکم جلد 3، صفحہ 123)

(میرا پروردگار مجھے رات کو آسمان لے گیا اور علی کے بارے میں مجھے 3 چیزوں کی وحی کی)''علی پرہیز گاروں کا پیشوا، مومنین کے ولی، اور نورانی چہروں کے رہبر ہے''۔(مستدرک الحاکم جلد 3، صفحہ 138)

مواخات مدینہ، ''اے علی تم دنیا آخرت میں میرے بھائی ہو''۔(تاریخ ابن کثیر جلد 3، صفحہ 223)

امام نسائی علیہ الرحمہ کی پور کتاب خصائص علی (علیہ السلام) احادیث کے عنوان پر ہی لکھی گئی ہے آپ مولا علی کے بارے میں احادیث وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

آیئے امام شافعی علیہ الرحمہ کا ایک قول پڑھیے!!!

اذافی مجلس ذَکَرُواعلیاً وسِبطَیہِ وَفاطمۃَ الزّکیۃَ فَاجریٰ بَعْضُھم ذِکریٰ سِواہُ فَاَیْقَنَ اَنّہٗ سَلَقْلَقِیَۃ اِذا ذَکَرُوا علیاً اَو بَنیہِ تَشاغَلَ بِالرِّوایاتِ العَلِیۃِ یقال تَجاوَزُوا یاقومِ ھٰذا فَھٰذا مِنْ حَدیثِ الرّافِضِیَۃِ بَرِئتُ الی المُھَیمِنِ مِن

اناسِ يَرونَ الرَّفضَ حبّ الفاطِميةِ علىٰ آلِ الرَّسولِ صَلوةُ رَبّی وَ لَعنَتهُ لِتلکَ الجاهِلِيَةِ

''جب کسی محفل میں ذکرِ علی علیہ السلام ہو یا ذکر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہو یا اُن کے دوفرزندوں کا ذکر ہو، تب کچھ لوگ اس واسطے کہ لوگوں کو ذکر محمد و آلِ محمد سے دور رکھیں، دوسری باتیں چھیڑ دیتے ہیں۔تمہیں یہ یقین کرلینا چاہیے کہ جوکوئی اس خاندان کے ذکر کے لیے اس طرح مانع ہوتا ہے، وہ بدکار عورت کا بیٹا ہے۔ وہ لمبی روایات درمیان میں لے آتے ہیں کہ علی و فاطمہ اور اُن کے دوفرزندوں کا ذکر نہ ہوسکے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اے لوگو! ان باتوں سے بچو کیونکہ یہ رافضیوں کی باتیں ہیں (میں جو امام شافعی ہوں) خدا کی طرف سے ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جو فاطمہ سے دوستی و محبت کرنے والے کو رافضی کہتے ہیں۔ میرے رب کی طرف سے درود و سلام ہو آلِ رسول پر اور اس طرح کی جہالت (یعنی محبانِ آلِ رسول کو گمراہ یا رافضی کہنا) پر لعنت ہو''۔

حوالہ جات 1۔شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، صفحہ 329، باب 62، از دیوانِ شافعی۔ 2۔ شبلنجی، کتاب نور الابصار میں، صفحہ 139، اشاعت سال 1290۔ یہ اسی دیوان کا آخری شعر ملاحظہ فرمائیں:

لَو لَم تَکنُ فِی حبّ آلِ مُحَمَّدٍ ثکلتْکَ
اُمُکَ غَیرَ طَیِّبِ الْمَوْلِد

''اگر تم میں آلِ محمد کی محبت نہیں تو تمہاری ماں تمہارے لیے عزا میں بیٹھے کہ تم یقیناً غیر طیب اولاد ہو''۔

حوالہ جات 1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینا بیع المودۃ، صفحہ 354، 366، اشاعت قم، طبع اوّل 1371۔ 2۔ ابن حجر، کتاب صواعق محرقہ، صفحہ 88۔

محمد ثاقب رضوی مہروی نے مولا علی علیہ السلام کے ۹۰ القابات اپنے قلم سے سپردِ قرطاس کئے جو واقعی دل کو چھو لینے والے القابات ہیں آئیے محبت علی علیہ السلام کے میٹھے جام سے دلوں کو پُرنور بنائیں:

القابات مولائے کائنات

شمع شبستان ولایت
آلِ مصطفی کی جڑ
شاخِ مصطفی
المرتضی
محبوب خدا
مطلوب مصطفی سید الابرار
قاتل الکفار
بالا منزلت
والا مرتبت
برادر احمد
خلیفہ امجد
حرز الاسلام
شیر ضرغام
طاہر اطہر
اعطر اکرم
آفتاب مکارم
ماھتاب بنی ہاشم
صاحب رائے ثاقب
صاحب فکر صائب
اسد حیدر
ضیغم غضنفر
بازوئے مصطفی
شیر خدا
صف شکن
شمشیر زن
تیر افگن
ابر سخاوت
بحر کرامت
ھادی کریم
ھادی صراط مستقیم
ماھروئے گل عذار
گل روئے ماہ رخسار
جناب آسمان قباب
نوشاہ بزم عرفاں
سرکار والا اقتدار
مولی مشکل کشا
جناب عرفان مآب
مولی و مددگار
دافع بلا و مکروھات
قسیم النار
اسد اللہ الغالب
قرآن ناطق
قطب الارشاد بالاصالۃ
الوحید الشھید
موحد موقن و ملھم
طیب و زکی
طاھر و نقی
نور بار
اللہ کے غالب شیر
کا فرکش
حاجت روا
مومن پناہ
اسد ذوالجلال
وزیر سلطنت زیریں
وزیر مصطفی
حیدر کرار
اسد اللہ الغالب
امام المشارق والمغارب
حلال المشکلات والنوائب
دفاع المعضلات والمصائب
اخو الرسول
زوج البتول
الامام
امام الواصلین الی رب العالمین
شیر حق
اشجع الاشجعین ۔۔۔۔۔ساقی شیر و شربت
اصل نسل صفا۔۔۔۔۔وجھہ وصل خدا
باب فضل ولایت ۔۔۔۔۔دافع اھل رفض
شیر شمشیر زن ۔۔۔۔۔شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت ۔۔۔۔۔امیر لافتی
زور بازوئے نبی ۔۔۔۔۔طلیق الوجہ
بھیج القلب ۔۔۔۔۔فدائے مصطفی
عدو کفر۔علوے سنت ۔۔۔۔۔شمع بزم
تیغ رزم ۔۔۔۔۔کوہ عزم ۔۔۔۔۔کان حزم
برادر مصطفی ۔۔۔۔۔قسیم جناں ۔۔۔۔۔قاسم کوثر

یارِ غار رضی اللہ عنہ

شاناں نیں وکھریاں جگ نالوں
سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے یارِ غار دیاں
تھاں تھاں تے دھماں دھمیاں نیں
صدیق دے عشق پیار دیاں

گھر بار نوں چھڈ کے ٹر پیا سی
محبوب دے اک اشارے تے
اک شوق سی گلیاں ویکھاں میں
چمکاں رخسارِ یار دیاں

اُونہیں سچیاں دا دلدار آکھاں
سُچیاں دا روپ نکھار آکھاں
قرآن دے وچ رب دَسیاں نیں
خود شاناں اُس سردار دیاں

صدیق دے ناں تے جو منگے
حسنین رضی اللہ عنہ دے نانے دے در توں
حل سبھے مشکلاں ہو جاون
اِک پل وچ اس لا چار دیاں

فیضان خضر نوں ملدا اے
صدیق رضی اللہ عنہ تے حیدر رضی اللہ عنہ صفدر دا
دن حشر دے لاجاں رکھنیاں نیں
دونہاں نے اوگنہار دیاں

پیر سید خضر حسین چشتی

کمال فصاحت و بلاغت

محمد بن علوی المالکی الحسینی

سید المرسلین ﷺ جملہ خلق خدا میں با اعتبار کلام فصیح ترین اور اپنے بیان میں سب سے بڑھ کر صاحب وضاحت تھے۔ انہیں جامع کلمات، نادر حکمتوں، حتمی فیصلوں، قطعی امور، اٹل وصیتوں، مواعظِ رسا، نا قابل انکار دلائل، واضح براہین اور روشن دلائل سے نوازا گیا۔ جیسا کہ خود زبان رسالت مآب ﷺ نے بیان فرمایا:

''میں محمد، نبی امی ہوں''۔

یہ کلمات آپ نے تین بار دہرائے اور مزید فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں، مجھ کو ہی جامع اور اولین و آخرین کلمات دیے گئے''۔ آپ کی ذات با برکات کیوں نہ فصیح ترین ہوتی کہ آپ کو اللہ نے آسان ترین الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مطالب بیان کرنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ ایک موقع پر آپ نے برسرِ منبر فرمایا:

''اے لوگو! مجھے مکمل و جامع کلمات اور کلام میں اختصار عطا کیا گیا''۔

جناب عمر فاروق ﷛ نے آپ سے آپ کی فصاحت کا راز دریافت کرنے کی غرض سے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ ہم میں سے فصیح ترین ہیں حالاں کہ آپ ہم میں سے ہی ہیں،

آپ نے فرمایا:

بنو اسماعیل کی زبان مٹ چکی تھی۔ اب جبریل اسے میرے پاس لے کر آیا اور میں نے اسے محفوظ کرلیا۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایسا معجز اور ایسا سہل اندازِ بیان عطا کیا گیا جو عربی زبان پر عبور رکھنے والے کسی عالم کے حصہ میں نہیں آیا۔ انہیں ایسے جامع و نادر کلمات سے بہرہ ور کیا گیا جن کے الفاظ خالص، بیان واضح اور مطالب ایسے راست ہیں کہ آپ کی عبارات اور بیانات واضح، روشن اور تکلف سے پاک ہیں۔ عربی ادب کے شہرۂ آفاق زبان دان اور ادیب عمرو ابن سحر الجاحظ نے کلام رسول ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

''رسول اللہ ﷺ کے کلام کو اللہ نے محبت سے معمور فرمایا اور ان کے رعب اور شیرینی کو یکجا کر دیا ان کی گفتگو اس قدر واضح ہوتی کہ نہ کبھی انہیں دہرانے کی ضرورت پیش آئی اور نہ ان کے سننے والوں کو، ان کی خوبی تھی کہ کبھی کوئی لفظ نہ زبان سے گرا اور نہ کبھی ان کی دلیل ناکام ہوئی۔ ان کے سامنے کوئی مقابل نہ ٹھہر سکا اور نہ ہی کوئی خطیب آپ پر غالب آیا۔ آپ اپنے مقابل کو اس کے علم کے مطابق دلیل دے کر خاموش کر ادیتے۔ ہمیشہ سچی دلیل لاتے، مزید کہ لوگوں نے ان کے کلام سے بڑھ کر نفع بخش، سچا اور متوازن کلام کبھی نہیں سنا''۔ حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جو نادر کلمات سنے وہ کبھی اہل عرب سے سننے میں نہیں آئے۔ حضرت علی نے کہا میں نے ان کو یہ فرماتے سنا:

''مات حتف انفه وہ اپنی موت مرا''۔

یہ کلام میں نے پہلے کسی عرب سے نہیں سنا۔

آپ کے کمال فصاحت کا یہ عالم تھا کہ ہر قوم سے ان کی زبان اور محاورے کے مطابق مخاطب ہوتے اور ان کے مرتبہ بلاغت سے ہم آہنگ ہوتے۔ حتیٰ کہ آپ کے کئی صحابہ ﷡ دوسرے علاقوں کے لوگوں سے آپ کے کلام کے بارے میں استفسار کرتے تا کہ وہ آپ کی گفتگو کا مفہوم پا سکیں۔ آپ جو گفتگو حضر موت کے سرداروں اور یمن کے بادشاہوں کے ساتھ کرتے وہ قریش، انصار اور اہل حجاز و نجد کے ساتھ اختیار نہ کرتے۔

یمن کے ایک قبیلہ ہمدان کی طرف افصح العرب والعجم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکتوب:

ان لکم فرعها و هاطها و عزازها تاکلون علافها و ترعون عفاءها لنا من دفئهم و صرامهم ما سلمو ابا المیثاق والامانة ولهم من الصدقة الثلب، و الناب، والفصیل و الغارض الداجن و الکبش الحواری و علیهم فیها الصالغ و القارح۔

تمہارے لیے زمین کے اونچے ٹکڑے، نشیبی علاقے اور بنجر زمینیں ہیں کہ تم ان کا چارہ حاصل کرو اور غیر ملکیتی زمینیں ہیں جن میں تم مویشی چراؤ اور ہمارے لیے اس میں سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہیں جو وہ بطور زکوٰۃ کے ادا کریں گے جو کہ فرض ہے اور ان کے لیے صدقہ میں سے وہ بوڑھے اونٹ جن کے دانت گر چکے ہوں اور بوڑھی گائیں، بڑے بکرے، چھ سالہ گائیں، بھیڑ بکریاں اور پانچ کی عمر کے کھر والے جانور''۔

اور قبیلہ فہد سے فرمایا:

الهم بارک لهم فیمحضها و فحضها وابعث راعیها فی الدثر وافجر له الثمد و بارک لهم فی المال و الولد، من اقام الصلوٰة کان مسلما و من أتی الزکوٰة کان محسنا و من شهد ان لا اله الا الله کان مخلصالکم یا نبی فهد و دائع الشرک و وضائع الملک لا تلطط فی الزکوٰة ولا تلحد فی الحیوة ولا تتثاقل عن الصلوٰة ولکم الفارض والقریش و ذو العنان الرکوب والفو الضبیس لا یمنع سرحکم ولا یعضد طلحکم ولا یحبس درکم مالم تضمرو االرماق وتاکلو الرباق و من اقر فله الوفاء بالعهد و الذمة و من ابی فعلیه الربوة

''اے اللہ! ان کے دودھ کے برتنوں اور دوودھ میں برکت دے اور ان کے چرواہوں کو بکثرت اونٹ عطا فرما۔ ان کے لیے پانی جاری فرما اور ان کے مال و اولاد میں برکت ڈال، جس نے نماز قائم کی وہ مسلمان ہے، جس نے زکوٰۃ ادا کی وہ محسن ہے اور جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ مخلص ہے۔ اے بنی فہد: تمہارے لیے شرک کے معاہدے اور بادشاہ کے خراج ہیں تم زکوٰۃ دینے میں کوتاہی نہ کرنا، زندگی کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا اور نماز میں سستی نہ کرنا، بوڑھی گائیں جن کا بچہ پیدا ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا ہو ایسی گائیں، تمہاری سواری کے جانور، بچھیرے جو تمہارے ریوڑوں کی حفاظت نہیں کر سکتے یہ سب تمہارے لیے ہیں جب تک کہ تمہارے دل حق سے

تنگ نہ ہوں اور تم اسلام پر قائم رہو اور جس نے اس عہد کا پاس کیا اس کے عہد کو پورا کیا جائے گا اور جس نے تو ڑا اس سے زکوٰۃ پر جرمانہ لیا جائے گا''۔

آپ نے وائل بن حجر کو جو مکتوب عطا فرمایا اس کا متن ملاحظہ ہو:

فی التیعۃشاۃ۔لا متو رۃ الا لیا ط و لاضنا ک و الظو الشبجۃوفی السیوب الخمس و من زنی مم بکر فاصقعو ہ مائۃ و استو فضو ہ عاما و من زنی مم ثیب فضر جو ہ بالا ضامیم و لا تو صیم فی الدین و لا غمۃ فی فرائض اللہ و کل مسکر حرام و وائل ابن حجر یتر فل علی الاقیال

''ہر چالیس بکریوں پر ایک درمیانے درجہ کی بکری فرض ہے، وہ چیزیں جو معدن سے نکالی جائیں ان میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا ضروری ہے، جو شخص کنواری لڑکی سے زنا کرے گا اس کو سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطنی کی سزا دی جائے اور جو شخص منکوحہ عورت سے زنا کرے گا اسے پتھروں سے سنگسار کیا جائے، اللہ کے دین میں کوئی شرم اور سستی روا نہ رکھی جائے اور ہر نشہ طاری کرنے والی چیز حرام ہے اور وائل بن حجر کو حضر موت کے لوگوں کا امیر مقرر کیا جاتا ہے''۔

مذکورہ بالا مکتوب عالی کو دیکھیں کہ کس طرح آپ نے بنو وائل کی فصیح و بلیغ زبان کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں انہی کے انداز میں مخاطب فرمایا۔

عطیہ سعدی سے آپ نے فرمایا:

فان الید العلیا ھی المنطیۃ والید السفلی ھی المنطیۃ

''بیشک بلند عطا کرنے والا ہوتا ہے پست ہاتھ وہ ہوتا ہے جسے عطا کیا جاتا ہے''۔

یہ سن کر عطیہ سعدی نے کہا:

رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ہماری لغت میں بات کی۔

بنو عامر کے لہجے کی بات کرتے ہوئے عامری سے فرمایا:

سل عنک

جو چاہو پوچھو۔

آپ کے جواہر پاروں کی نقل، ترتیب اور تشریح و توضیح پر علماء نے دفتر کے دفتر لکھے ہیں۔ ہم یہاں تبرکاً چند ایک قارئین کے لیے ذکر کرتے ہیں:

انما الاعمال بالنیات۔

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

(اسے شیخین نے روایت کیا)

لیس للعا دل من عملھالا ما نو ا ہ نیۃ المو من خیر من عملہ

''عادل کے لیے اس کے عمل میں سے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے''۔

(طبرانی نے روایت کیا)

یا خلیل اللہ ارکبی

''اے اللہ کے سوارو، سوار ہو جاؤ''

(شیخین نے روایت کیا)

کل الصید فی جوف الفراء

''سارے شکار گورخر کے پیٹ میں''۔

(اسے رامھر مزی نے روایت کیا)

الحرب خدعۃ۔

''جنگ مکر وحیلہ ہے''۔

(شیخین نے روایت کیا)

ایا کم و خضرا ء الدمن المرأ ۃ الحسناء فی المنبت السوء۔

''حسین عورت اگر برے خاندان کی ہو تو اس کی مثال گندگی کے ڈھیر پر اگنے والے سبزے کی سی ہے لہٰذا اس سے بچو''۔

(رامہرمزی نے روایت کیا)

لا یجنی جان الا علینفسہ۔

''گناہ کرنے والا خود پر ہی ظلم کرتا ہے''۔

(احمد و ابن ماجہ)

لیس الشدید من غلبالناس واغا الشدید من غلب نفسہ۔

''طاقت ور وہ نہیں جو لوگوں پر غلبہ پائے بلکہ طاقت ور وہ ہے جو اپنے نفس کو مغلوب کرے''۔

(ابن جہان)

لیس الخبر کا لمعائنۃ البلاء مو کل با لمنطق۔

''شنیدہ کے بود مانند دیدہ خاموشی بلا سے بچاتی ہے''۔ (ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کیا)

ترک الشر صدقۃ ای داء دوی من البخل۔

''برائی چھوڑنا صدقہ ہے بخل سے بڑھ کر کوئی بیماری کیا ہوگی'' (بخاری)

لا ینتطح فیھا عنزان الحیاء خیر کلہ۔

''اس میں دو بکریاں باہم سینگ نہیں مارتیں، یعنی اس میں کوئی جھگڑا نہیں حیاء سراسر خیر ہے''۔ (متفق علیہ)

الیمین الفاجرۃ تدع الدیار بلاقع سید القوم خادمھم۔

''جھوٹی قسم گھروں کو اجاڑ دیتی ہے سردار لوگوں کا خادم ہوتا ہے''۔

(رواہ ابوعبدالرحمان سلمی)

فضل العلم خیر من فضل العبادۃ۔

''فضیلت علم، فضیلت عبادت سے بہتر ہے''۔ (طبرانی)

الخیل فی نو اصیھا الخیر۔

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر ہے''۔

(متفق علیہ)

ایک روایت میں یوں ہے کہ معقود بنو اصیھا الخیر اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے اور وہ سوتا رہتا ہے۔

خیر مال المرء مھرۃ ما مو رۃ او ر سکۃ ما بو رۃ

''انسان کا بہترین مال نسل بڑھانے والی بچھیری اور پیوند لگے ہوئے کھجور کے درختوں کی قطار ہے''۔

زر غبا تز دو حبا۔

''وقفے وقفے سے ملتے رہا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے''۔ (بزار نے روایت کیا)

انکم لن تسعو ا الناس با مو الکم فسعو ھم با خلاقکم۔

''تمہارا مال تمام لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا لہٰذا اپنے اخلاق سے سب کو خوش حال کر دو۔

(ابویعلی نے روایت کیا)

ما حاک فی صدر کفدعہ۔

''جو تیرے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دے''۔

(طبرانی)

تنکح المر أ ۃ لجما لھا و ما لھا و دینھا وحسبھا فعلیک بذات الدین تبت یداک۔

''یعنی وسوسوں پر دھیان مت دے عورت سے اس کے حسن و جمال، مال و دولت، دین اور حسب ونسب کے لئے نکاح

کیا جاتا ہے تم پر لازم ہے کہ دین دار عورت سے نکاح کرو''۔ (متفق علیہ)

الشتاء ربیع المؤمن قصر نہارہ فصامہ و طال لیلہ فقامہ

''موسم سرما مومن کی بہار ہے۔ دن چھوٹے ہوتے ہیں وہ روزہ رکھ لیتا ہے اور راتیں لمبی ہوتی ہیں وہ قیام کر لیتا ہے''۔ (بیہقی نے روایت کیا، ہیثمی نے کہا سند حسن ہے)

سرع الخیر ثوابا البر و صلۃ الرحم و اسرع الشر عقوبۃ البغی وقطیعۃ الرحم۔

''نیکوکار ہی اور صلہ رحمی کا ثواب واجر دوسری نیکیوں سے بہت جلد مل جاتا ہے جب کہ ظلم اور قطع رحمی کی سزا دوسرے گناہوں کی بہ نسبت بہت جلد مل جاتی ہے''۔ (ترمذی)

ان من البیان لسحرا وان من العلم جھلا وان من الشعر حکما۔

بعض بیان، جادو اثر ہوتے ہیں کچھ علم جہالت ہوتے ہیں اور بعض اشعار سرا پا حکمت اور دانائی ہوتے ہیں''۔ (ابوداؤد)

نعمتان مجنون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ الندم توبۃ

دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں لوگ باقاعدہ دلچسپی نہیں لیتے، ایک صحت اور دوسرے فراغ پشیمانی، توبہ ہے''۔

(طبرانی واحمد، حدیث صحیح)

الدال علی الخیر کفاعلہ۔

''نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا نیکی پر عمل کرنے والے کی مثل ہے''۔ (عسکری و طبرانی نے روایت کیا)

حبک الشیءی یعمی و یصم۔

''کسی چیز سے تیرا لگاؤ تجھے اندھا بہرا کر دیتا ہے''۔ (ابوداؤد)

العاریۃ موءداۃ والمنحۃ مردودۃ والدین مقضی والزعیم غارم

''مستعار لی ہوئی چیز لوٹا دی جاتی ہے فصل کاشت کرنے کے لیے یا دودھ پینے کے لیے علی الترتیب جوز مین یا بکری دی جاتی ہے وہ واپس کرنا ہوتی ہے اور کفیل ضامن و جوابدہ ہوتا ہے''۔

خیر المال عین ساھرۃ لعین نائمۃ

''بہترین مال وہ ہے جس کا نفع اس چشمے کی مانند ہے جسے انسان جاری کر دے اور خود چین سے سو جائے جب تک وہ چشمہ جاری رہتا ہے''۔

القناعۃ مال لا ینفد و کنز لا یفنی

''قناعت ختم نہ ہونے والی دولت اور فنا سے محفوظ خزانہ ہے''۔ (طبرانی)

ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد

''جس نے اللہ سے خیر مانگا وہ ناکام نہ ہوا جس نے مشورے سے کام کیا وہ پشیمان نہ ہوا اور جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہ ہوا''۔

(طبرانی)

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمھاجر من ھاجر ما حرم اللہ

''مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور مہاجر وہ ہے جس نے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے ہجرت کی یعنی انہیں چھوڑ دیا''۔

جمال الرجل فصاحۃ لسانہ۔

''مرد کا حسن اس کے بولنے میں فصاحت ہے''۔ (قضاعی نے روایت کیا)

منھو ھان لا یشبعان طالب علم و طالب دنیا۔

''وہ حریص ایسے ہیں کہ ان کا پیٹ نہیں بھرتا ایک علم کا طالب اور دوسرے دنیا کا طالب''۔

لا فقر اشد من الجھل ولا مال اعز من العقل ولا وحشۃ اشد من العجب

''جہالت سے بڑھ کر شدید افلاس نہیں، عقل سے بڑھ کر معزز ترین کوئی دولت نہیں اور حیرانگی سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں''۔ (ابن ماجہ)

التمسو الرزق فی جنایا الارض

''رزق کو زمین کے پوشیدہ خزانوں میں تلاش کرو''۔ (ابوشریح نے روایت کیا)

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل و عد نفسک فی اھل القبور۔

''دنیا میں مسافر بن کے رہو، یا جیسے کوئی راستہ طے کرنے والا ہو اور خود کو مردوں میں شمار کرو''۔

ما جمع شیء الی شیء احسن من حلم الی علم۔

''علم اور حلم کی یکجائی سے بہتر کوئی یکجائی نہیں''۔

تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ کوئی علوی یا سفلی، ارضی یا سماوی، نوری یا ناری اور خاکی اور بادی معبود نہیں ہو سکتا۔ آیت میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات بیان ہوئی ہیں: ایک اس کا رحمان ہونا اور دوسرا اس کا رحیم ہونا۔ یہ دونوں توحید پر دلیلیں بھی ہیں اور تربیت کے دوسر چشموں کی نشان دہی بھی ہیں۔ رحمٰن تو وہ ہے جس نے دنیا میں انسان کو مادی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اور رحیم وہ ہے جو آخرت میں خاص لوگوں کے لئے اپنے کرم اور رحمت کے دروازے کھول دے گا۔ ایسی صفات رکھنے والا مالک ہی انسانوں کا معبود ہو سکتا ہے۔ **''تبصرہ'' جلد دوم سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 163,162 کی تفسیر سے ایک اقتباس**

منجانب: علامہ حسنات احمد مرتضیٰ، جرمنی

مکتوبات

مخدوم جہانیاں جہاں گشت

حضرت سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت اردو ترجمہ ترتیب وتدوین

پیر محمد محی الدین سید کامران علی بخاری الحسینی (وڈپگہ شریف پشاور)

ما قوت پرواز نداریم وگرنہ
عمری ست کے صیاد شکستہ ست قفس را

حضرت سیدی وسندی وجدی جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت طاب ثراہ مرقدہ نے تو سات سو سال پہلے متلاشیان حق کی ارواح، وجدان اور فواد کے پرندوں کو پرواز کرنے اپنی منزل پر پہنچنے کا راز اور طریق بیان فرما چکے لیکن ہائے افسوس کہ ہمیں ہی اڑنا بھول چکا تھا، ہم میں وہ پرواز کی ہمت، وہ منزل پانے کی جستجو، وہ دیدار کی تڑپ، وہ فنا ہو جانے کی دیوانگی ہی نہیں رہی۔ ورنہ علم و معرفت وحقیقت کے جو راز آپ نے افشاں فرما دیے وہ راہ سلوک میں منزل پانے کے لیے ایک کامل و اکمل مرشد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

صدیوں میں اپ کی قلمی کتب کو عوام تک نہیں پہنچایا جا سکا، اب بھی ایک نالائق، کم علم اور عاجز ترین ہونے کا اقبال کرتے ہوئے صرف اصل کتب کو گھر گھر پہنچانے کی خدمت کی نیت سے جرأت کی جا رہی ہے۔ اسی وجہ سے شرح پر کام نہیں کیا گیا تاکہ اصل ماخذ اور اپنی فکر کے مطابق بنیادی ترجمہ پہنچا دیا جائے۔ یقیناً جب یہ کتب عوام تک پہنچیں گی تو ان پر مزید کام کیا جائے گا۔ اللہ کرے ان پر ایم فل، پی ایچ ڈی ہو۔ شرح لکھی جائے حاشیہ لگائے جائیں اور فقیر سمیت تمام متلاشیان حق خصوصاً اولاد مخدوم کو اپنے اسلاف کی تعلیمات تک رسائی اور ان کی پیروی کی توفیق نصیب ہو۔ آپ کا سوانحی خاکہ درج کرنا آج کی تاریخ میں ایک بہت ہی آسان کام تھا۔

برصغیر پاک و ہند میں پنجاب اور سندھ میں ایک وقت میں چار عظیم صوفیاء گزرے ہیں جو چار یاران طریقت کہلاتے ہیں اور یہ تھے بھی ہم عصر، میری مراد حضرت جلال الدین سرخ پوش شیر شاہ بخاری علیہ رحمہ، غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی، شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقی پاک پتن شریف، لال شہباز قلندر سہون شریف اس سلسلہ الذہب سے آگے بے شمار راہیں رشد و ہدایت کا چراغ بن کر نکلے مثلاً غوث بہاؤالحق زکریا سے حضرت صدر الدین عارف، ان سے شاہ رکن عالم اور شیخ فرید الدین گنج شکر سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء خواجہ جمال ہانسوی اور حضرت صابر کلیری اور لال شہباز قلندر کے خلفاء نے تو سارا سندھ ہی فتح کر دیا اور سید جلال الدین حیدر شاہ شیر شاہ بخاری اوچ شریف سے حضرت سلطان احمد کبیر جن کا نام آج بھی سپیروں کے لیے منتر ہے اور ان سے مخدوم الملۃ والدین سید جلال الدین حسین جہانیاں جہاں گشت اور حضرت صدر الدین راجن قتال اور ان سے بے شمار صاحبان فضل و کمال صلحاء امت اٹھے اور لاکھوں لوگوں کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔

خاندانی بخاریہ اُچویہ کا یہ گھرانہ تو ایسا ہے کہ "این خانہ ہمہ آفتاب است" مگر اس خانوادے کا گل سبز سید حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تو اپنی مثال آپ تھے۔ آپ برصغیر کے سات بادشاہوں کی حکومتوں میں شیخ الاسلام کے منصب جلیل سے زیادہ اہمیت کے حامل تھے۔ آپ کے سلاسل تصوف پر پوری پوری کتب تالیف کی گئی ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں میں ہیں۔ آپ نے پوری دنیا کی سیاحت کی اس لیے جہاں گشت کہلائے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس سطح کی بلند پایہ صوفی اور شیخ تھے حقیقت میں سلسلہ سہروردیہ کے لیے آپ کا وجود باعث صد افتخار ہے۔

اس سے کہیں بلند پایا کہ عالم باعمل تھے اور اگر کہا جائے تو آپ اپنے دور کے نابغہ تھے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا اپ کے علمی پایہ کی بلندی کو جانچنے کے لیے کئی ذرائع ہیں مگر سب سے مضبوط تعارف آپ کی مختلف موضوعات پر درجنوں تصنیفات و تالیفات ہیں مگر بدقسمتی سے آپ کی تصانیف کو گم کر دیا گیا یا سات پردوں میں چھپا کر رکھا گیا کیونکہ یہ تصانیف آپ کی نسل کے کچھ لوگوں کے خیال سے میل نہیں کھاتی تھیں۔ قصہ مختصر یہ کہ حضرت مخدوم صاحب کے فضل و کمال کو جانچنے کا ایک زبردست ذریعہ آپ کے مکتوبات ہیں جن میں سے چند ایک کے مطالعہ کا بواسطہ برادر گرامی سید کامران شاہ صاحب آف وڈپگہ شریف پشاور مجھے موقع ملا جو اپنی زندگی حضرت مخدوم کی تحریرات کے تعارف اشاعت کے لیے وقف کر چکے ہیں۔ اب تک کافی کتب حاصل کر چکے ہیں ان کی جدوجہد اور کاوش قابل صد ستائش وتمام سادات بخاریہ کے لیے مشعل راہ ہیں۔

خانوادۂ عالیہ بخاریہ کی روحانی معاشرتی اور تربیتی خدمات کسی سے چھپی نہیں، برصغیر میں اس خانوادہ کے بانی حضرت جلال الدین ابو احمد جلال الدین حسین سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب ملتان تشریف لائے تو تقریباً 30 سے 40 سال تک آپ نے حضرت بہاؤ الحق بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں مکمل خدمات سرانجام دیں جو کہ بعد میں ایک انٹرنیشنل یونیورسٹی سے زیادہ اہم بڑا ادارہ بن کر ابھرا جن پر علماء کو 50 سے زیادہ زبانیں سیکھنے کا اہتمام موجود تھا جہاں علماء کی تعلیم مکمل ہو جاتی ان کی روحانی معاشرتی تربیت مکمل ہونے کے بعد جس ملک بھیجنا مقصود ہوتا اس ملک کی زبان سکھائی جاتی تاکہ وہ وہاں جا کر تبلیغ دین کر سکیں۔ 30 سے 40 سال کا عرصہ ملتان میں خدمت سرانجام دینے کے بعد حضرت صدر الحق صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر اُچ شریف میں خانقاہ اور مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کی شہرت چہار دانگ عالم میں ہوئی، بڑے بڑے صوفیاء علماء وفضلاء اس مینارۂ نور سے فیض لے کر اس روشنی سے دنیا کو روشناس کروانے نکلے اور آج دین کی روشنی دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکی ہے۔

بقیہ: صفحہ نمبر 36 پر

گر عشق نبودے و غمِ عشق نبودے
چندیں سخن نغز کہ گفتے و شنودے

سید ریاض حسین شاہ

انوار ولایت شمسیہ کا مصنف ماسٹر مولوی حبیب الرحمن حضرت لالہ جی کے بارے میں لکھتا ہے:

حضرت جمشید لالہ جی صاحب اوگی بازار میں دوکانداری کا کام کرتے ہیں۔ آپ علاقہ کوہستان کے باشندہ ہیں اور کئی سال سے یہاں آباد ہیں۔ آپ بھی حضرت ننگا بابا کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں، مگر بیعت بہت کم فرماتے ہیں۔ اکثر آپ اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہیں۔ شریعت مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات کے پابند اور گزراوقات پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ کا کلام مفید اور آپ کی مجلس میں تاثیر ہوتی ہے۔ پیر بھائیوں کے ساتھ انس و پیار کرتے ہیں۔ اپنی بڑائی کی کوئی بات منہ سے نہیں نکالتے اگر کوئی بیعت کی غرض سے آئے تو اس کو حضرت خواجہ سید پوری کے کسی دوسرے خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیتے ہیں۔ مریدوں کی تعداد بڑھانے سے گریز کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے آپ کو پیرو مرشد کا نام دینا پسند کرتے ہیں۔ اگر کوئی مجبور کرے تو بیعت فرما لیتے ہیں، خوش مزاج ہیں، شب بیدار ہیں، ذکر وفکر میں محو رہتے ہیں، علم معرفت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھی سمجھ عطا فرمائی ہے۔

ایک بار ایک پولیس کے سپاہی کو کچھ نصیحت فرمائی۔ وہ کسی دوسری نام نہاد گدی پر آیا جایا کرتا تھا۔ آپ کی نصیحت اس کے دل پر گہرا اثر کر گئی اور آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا ''فلاں جگہ جا کر بیعت ہو جاؤ''، مگر اس نے اصرار کیا ''حضرت! میں آپ ہی سے بیعت ہوں گا، دو تین دن ٹالتے رہے مگر وہ سپاہی کسی طرف نہ جھکا۔ بدستور آپ کا دامن پکڑے رہا۔ مجبور ہو کر اسے مسجد میں لے گئے اور کہا'' میں پیر نہیں ہوں مگر ایک وظیفہ آپ کو بتا دیتا ہوں جو مجھ کو میرے شیخ نے بتایا تھا۔ آپ میرے طریقت کے ساتھی ہوں گے، لیکن یاد رکھنا میرا یہ حال کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا''۔ جب سپاہی آپ سے بیعت ہوا تو چند دن کے اندر بدل کر شریعت مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کا پابند ہو گیا۔ جب تھانیدار نے دیکھا کہ سپاہی یک دم زندگی بدل چکا ہے تو اس تھانیدار کی قسمت بھی جاگ اٹھی۔ اس نے سپاہی سے کھوج لگانا شروع کیا۔ آخر سپاہی نے حال سنا ہی دیا۔ سپاہی کی طرح تھانیدار بھی جمشید لالہ جی کے پیچھے ہو گیا اور بیعت ہونے کی استدعا کی۔ آپ نے اس کو بھی مجبوراً بیعت کیا۔ چند دنوں میں وہ تھانیدار صاحب بھی شریعت مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات کا پابند ہو گیا اور اس کے پانچوں لطائف ذکر الٰہی میں ذاکر ہو کر زندہ ہو گئے اور ذکر وفکر میں مشغول رہنے لگے۔ اس تھانیدار صاحب کا نام گل سید تھا۔ اب وہ تھانیدار صاحب فارغ وقت میں جمشید لالہ جی صاحب کی مجلس میں رہ کر تزکیہ نفس کرنے لگے اور کیف و سرور سے معمور ہو گئے۔ جب گشت پر جاتے تو اپنے ساتھ اپنا راشن لے جاتے اور جس گاؤں میں گشت پر جاتے تو کسی کی روٹی کھانا قبول نہ فرماتے، بلکہ اپنی روٹی پکوا کر ساگ یا لسی کے ساتھ کھاتے اور ساگ لسی کی بھی حلال وحرام کی تحقیق کر کے کھاتے تھے۔ حرام سے بچتے تھے اور حلال کھانے کی کوشش کرنے لگے۔ تھانیدار صاحب کی بیوی اسے تنگ کرنے لگی کہ بیعت ہو کر کیا فائدہ حاصل کیا۔

تھانیدار صاحب کا خیال تھا کہ بیوی بھی بیعت ہو جائے تا کہ اس پر حقیقت کھل جائے۔ جمشید لالہ جی کی خدمت میں عرض کرنے لگے ''حضرت! میری بیوی کو بھی بیعت فرما دیں''۔

جمشید لالہ صاحب نے اس کی بات کو ٹال دیا ''جاؤ خود بیعت کر لو''۔ تھانیدار صاحب کا یقین پختہ تھا۔ آخر بیوی سے کہا ''آؤ تم کو بیعت کر دوں'' جب بیوی وضو فرما کر خاوند کے کہنے کے مطابق بیعت ہو گئی تو اسی وقت اس کی بیوی کے پانچوں لطائف زندہ ہو کر ذکر الٰہی میں متحرک ہو گئے۔

تھانیدار صاحب نے آ کر اپنے شیخ کے سامنے یہ خوشخبری سنائی تو شیخ حیران ہو کر خدا کی بے نیازی کا اعتراف کرنے لگا، کیونکہ شیخ نے جان چھڑانے کے لیے یوں ہی کہہ دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو حقیقت میں تبدیل کر دیا۔ سبحان اللہ

''یہاں ایک نکتہ نکلتا ہے کہ بعض مشائخ اپنے ناقص مریدوں جنہوں نے منازل سلوک پورے طے نہیں کیے ہوتے اور سیر ختم نہیں کی ہوئی ہوتی۔ ایسوں کو بھی مناسب حالات کے پیش نظر بیعت کرانے کی اجازت فرما دیتے ہیں اور ایسوں سے بھی مریدین کو فیض با قاعدہ ہو جاتا ہے، مگر ایسی صورت میں جس کو بیعت کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو کامل تصور نہ کر بیٹھے۔ اگر اپنے آپ کو کامل تصور کرے گا تو ابلیس کے پنجے میں پھنس کر رسمی پیر بن جائے گا اور فیضان الٰہی سے محروم رہ جائے گا مزید ترقی نہیں ہو سکے گی۔

کامیابی

آصف بلال آصف

رجحان کامیابی کی کنجی ہے۔۔۔۔ ہمارا رجحان ہماری زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔۔۔۔

جو لوگ اپنے رجحان کو پہچان لیتے ہیں اور اسے اپنے تابع کر لیتے ہیں وہ یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

ہم سے بیشتر لوگوں کو اس بات کا علم ہی نہیں ہو پاتا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔۔۔۔ وہ جو کچھ کر رہے ہوتے ہیں اس میں ان کا دل شامل ہی نہیں ہوتا۔۔۔۔ بس دوسروں کے دیکھا دیکھی وہ روزمرہ کے کام سرانجام دیتے جا رہے ہوتے ہیں۔۔۔۔ انہیں اپنے رجحان کی نہ تو خبر ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اسے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔۔

آج کل تعلیم حاصل کرنے کی وجوہات ہی تبدیل ہو گئی ہیں۔۔۔۔

ایک ریس لگی ہوئی ہے جس میں ٹیچر، بچے اور والدین بغیر سوچے سمجھے دوڑے جا رہے ہیں۔۔۔۔ اور وہ دوڑ ہے زیادہ نمبر حاصل کرنے کی۔۔۔۔ اعلیٰ age % پانے کی۔۔۔۔

دوسری طرف نہ والدین اور نہ ٹیچرز اس بات کا خیال کرتے ہیں کہ ہمارا بچہ سیکھ کیا رہا ہے۔۔۔۔

کیا وہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تربیت بھی لے پا رہا ہے کہ نہیں۔۔۔۔؟

اس کا اخلاقی معیار بھی پرورش پا رہا ہے یا نہیں۔۔۔۔؟

ہمارے تعلیمی ادارے بھی نمبر گیمز کا شکار ہو چکے ہیں۔۔۔۔

ایسے میں آپ خود ہی سوچیں کہ بچوں کے رجحانات کو کون دیکھے گا۔۔۔۔ کون چیک کرے گا۔۔۔۔

ہمارے ملک میں کتنے ہی ایسے آفیسر ہیں جنہوں نے MBBS کرنے کے بعد CSS کا امتحان دیا اور دوسرے محکموں میں نوکریاں کرنے لگ گئے۔۔۔۔

مطلب یہ کہ رجحان کسی اور طرف اشارہ کرتا رہا اور ہم بچے کو کچھ اور پڑھاتے رہے۔۔۔۔

ہمارے معاشرے میں یہ رجحاناتی بگاڑ بہت حد تک سرائیت کر چکا ہے۔۔۔۔ جب رجحان بگڑتا ہے تو رویے کہاں کنٹرول میں آتے ہیں۔۔۔۔ کیونکہ اندر کچھ اور ہوتا ہے اور ظاہر کچھ اور ہو رہا ہوتا ہے۔۔۔۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ حقیقی کامیابی اس شے سے ہی ممکن ہے جو اندر ہوتی ہے۔۔۔۔ اپنی بات کو ایک مثال سے واضح کرنا چاہوں گا۔

ایک آدمی غبارے بیچ کر روزی کماتا تھا۔ اس کے پاس لال، پیلے، نیلے مختلف رنگوں کے غبارے ہوتے تھے۔ جب بھی اس کا کام ذرا Slow ہوتا تو وہ ہیلیم گیس سے بھرا ایک رنگ برنگا غبارہ اڑا دیتا تھا۔ جب بچے غبارہ اڑتا ہوا دیکھتے تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور پھر غبارے والے سے غبارے خریدنے آ جاتے اور یوں اس کا کام پھر سے اچھا ہو جاتا تھا۔ ایک دن کسی نے غبارے والے کی قمیض پیچھے سے کھینچی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ ایک چھوٹا سا کالے رنگ کا لڑکا تھا۔۔۔۔ لڑکے نے پوچھا کہ اگر تم کالے رنگ کا غبارہ اڑاؤ تو کیا وہ اڑے گا۔۔۔۔؟

غبارے والے نے جواب دیا کہ **"بیٹا غبارے رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے اندر موجود گیس کی وجہ سے اڑتے ہیں"**۔۔۔۔

یہی اصول ہماری زندگیوں پر بھی صادق آتا ہے۔۔۔۔ جو کچھ ہمارے اندر ہے وہی اہم ہے۔۔۔۔ اور ہمارے اندر ہمیں بلندی پر پہنچانے والی شے ہے **"ہمارا رجحان"**۔

ہاورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر "ولیم جیمز" نے کہا تھا میری نسل کی عظیم ترین دریافت یہ ہے کہ انسان اپنے ذہنی رجحان کو بدل کر اپنی زندگیوں کو تبدیل کر سکتے ہیں۔

رجحان ایک بہت اہم جزو ہے جس کا اطلاق زندگی کے ہر شعبے پر ہوتا ہے۔۔۔۔ بشمول انسان کی ذاتی اور پیشہ وارانہ زندگی۔۔۔۔

ذرا سوچیے کیا کوئی ڈاکٹر اچھے رجحان کی عدم موجودگی میں اچھا ڈاکٹر بن سکتا ہے۔۔۔۔؟

ایک عالم دین، ایک استاد، کسی محکمے کا ہیڈ کوئی بھی اچھے رجحان کے بغیر۔۔۔۔ ان سب کی کارگردگی مثبت نہیں منفی ہو گی۔۔۔۔

ذرا ذاتی زندگی پر بھی غور کریں۔۔۔۔ والدین، اولاد۔۔۔۔ بہن بھائی۔۔۔۔ شوہر بیوی۔۔۔۔ کوئی بھی رشتہ مثبت رجحان کے بغیر کیا انسانی ہو گا یا حیوانی۔۔۔۔؟

۔۔۔۔"ہمارا منتخب کیا ہوا شعبہ کوئی بھی ہو یا ہم کوئی بھی رشتہ نبھا رہے ہوں کامیابی کی اساس مثبت رجحان ہے"۔۔۔۔

اگر رجحان کامیابی کیلئے اتنا اہم ہے تو کیا ہمیں اچھی زندگی کے لیے اپنے رجحان کا تجزیہ نہیں کرنا چاہیے اور یہ سوچنا نہیں چاہیے کہ رجحان ہمارے مقاصد پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔۔۔۔؟

میں امتزاجی فکر پر یقین رکھتا ہوں۔۔۔۔ ہم محض بازو اور ٹانگیں، آنکھیں اور کان، دل اور دماغ نہیں ہوتے بلکہ ایک مکمل انسان ہوتے ہیں۔۔۔۔ پورا انسان کام پر جاتا ہے اور پورا انسان گھر واپس آتا ہے۔۔۔۔ ہم میں سے اکثر گھریلو مسائل کو کام پر لے جاتے ہیں اور کام کے مسائل کو گھر لے آتے ہیں۔۔۔۔

جب ہم گھریلو مسائل کو کام پر لے جاتے ہیں تو

کیا ہوتا ہے۔۔۔۔؟

ہمارا ذہنی تناؤ بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہماری Productivity کم ہوجاتی ہے۔۔۔۔۔

اسی طرح کام کے مسائل کو گھر لے آنے سے نہ صرف ہمارے گھرانے پر بلکہ زندگی کے ہر پہلو پر برا اثر پڑتا ہے۔

اس طرح ذاتی، پیشہ وارانہ اور سماجی مسئلے ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔۔۔۔اور کامیابی کا گراف نیچے آجاتا ہے۔۔۔۔

کامیابی کا انحصار ہمارے رویوں پر بھی ہوتا ہے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کیا ہم رویوں کو ساتھ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔۔۔۔یا عمر میں بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں تشکیل دیتے ہیں؟

۔۔۔۔اگر ہم اپنے ماحول کی وجہ سے زندگی کے حوالے سے منفی نقطہ نظر کے حامل ہوں تو کیا ہم اپنے رویے کو تبدیل کر سکتے ہیں۔۔۔؟

ہم سے بیشتر لوگوں کے رویوں کی صورت گری ہمارے تشکیلی برسوں کے دوران ہوجاتی ہے۔۔۔۔ہم مزاجی خصوصیات کے تو پیدائشی طور پر حامل ہوتے ہیں جبکہ تین عوامل ایسے ہیں جو ہمارے رویوں کو تشکیل دیتے ہیں۔

i) ماحول ii) تجربہ iii) تعلیم

ماحول: ENVIROMENT

☆ گھر : مثبت یا منفی اثرات

☆ سکول : اساتذہ کا دباؤ یا مثبت اساتذہ

☆ معاشرہ : ملازمت، ذرائع ابلاغ، ثقافتی پس منظر، مذہبی پس منظر، روایات اور عقائد، معاشرتی اور سماجی و سیاسی ماحول۔۔۔۔ یہ سب عناصر ایک کلچر تشکیل دیتے ہیں۔۔۔۔اور اسی کلچر میں پروان چڑھتا ہوا انسان اچھے یا بُرے رجحان۔مثبت یا منفی رویے کا مالک بن جاتا ہے۔

جن ملکوں میں حکومت اور سیاسی ماحول دیانت دارانہ ہوتا ہے اس ملک کے لوگ عموماً دیانت داری، قانون کی پابندی کرنے والے اور دوسروں کی مدد کرنے والے ہوں گے۔۔۔۔بدعنوان ماحول میں ایک دیانت دار انسان سخت مشکل سے دوچار ہوتا ہے۔۔۔۔

اسی طرح دیانت دارانہ ماحول میں ایک بدعنوان انسان بے چین رہتا ہے۔۔۔۔اگر ماحول مثبت ہو تو ازدواجی زندگی خوشگوار ہوتی ہے۔۔۔۔لیکن اگر ماحول منفی ہو تو اچھا انسان بھی کچھ نہیں کر پاتا۔۔۔۔

ہر جگہ کا کلچر اوپر سے نیچے آتا ہے۔۔۔۔کلچر کبھی نیچے سے اوپر نہیں جاتا۔۔۔۔

کسی گھر، ادارے یا ملک کے سربراہ جیسے ہوں گے ویسا ہی ان کا کلچر ہوگا۔۔۔۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم جائزہ لیں کہ ہم نے اپنے اور اپنے اردگرد کے لوگوں کیلئے کیسا ماحول تشکیل دیا ہے۔۔۔۔

کیونکہ منفی ماحول میں مثبت رویے کی توقع عبث ہے۔

تجربات: EXPERIENCES

ہمارا رویہ مختلف لوگوں کے ساتھ ہمارے مختلف تجربوں کی بنا پر تبدیل ہوتا ہے۔۔۔۔اگر ہمیں کسی شخص کے ساتھ مثبت تجربہ ہوگا تو اس کے حوالے سے ہمارا رویہ بھی مثبت ہوگا۔۔۔۔اور اگر کسی شخص کے ساتھ ہمیں منفی تجربہ ہوگا تو ہم اس کے حوالے سے محتاط ہوجائیں گے۔۔۔۔

تجربے اور واقعات ہماری زندگی میں ریفرنس پوائنٹس بن جاتے ہیں۔۔۔۔اور ہم ان سے ایسے نتائج اخذ کرتے ہیں جو ہمارے مستقبل کے لیے راہ نما خطوط (Guidelines) بن جاتے ہیں۔

تعلیم: EDUCATION

تعلیم سے مراد دینی اور دنیاوی تعلیم ہے۔۔۔۔اس کے علاوہ رسمی اور غیر رسمی تعلیم بھی ہے۔

ہم اصلاحات کے سمندر میں ڈوبے جا رہے ہیں جبکہ علم اور دانش کی پیاس برقرار ہے۔۔۔۔

اگر علم کو عقلمندی سے استعمال کیا جائے تو وہ دانش میں ڈھل جاتا ہے، اور دانش کامیابی میں ڈھل جاتی ہے۔۔۔۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ تعلیم دینے والے کا کردار بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔۔۔۔

استاد جو اثرات کسی بچے پر ڈالتا ہے وہ تادیر برقرار رہتے ہیں۔۔۔۔

اس کے ڈالے ہوئے اثرات سے جنم لینے والے ذیلی اثرات کو ماپا یا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

نصابِ تعلیم کو صرف یہ نہیں سکھانا چاہیے کہ ہمیں کس طرح نوکری حاصل کرنی ہے، بلکہ یہ سکھانا چاہیے کہ ہمیں جینا کس طرح ہے۔۔۔۔

ایک اچھا استاد اور ایک اچھا نصابِ تعلیم انسانوں میں مثبت تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے جس سے زندگی گزارنے کا سلیقہ آجاتا ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔جس طرح بیماری کے نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ فرد کی صحت اچھی ہے۔

۔۔۔۔بالکل اسی طرح منفیت (Negativity) کے نہ ہونے سے کوئی شخص مثبت نہیں بن جاتا۔

مثبت رویوں کے حامل لوگ ایسے شخصی اوصاف کے مالک ہوتے ہیں کہ انہیں آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔

☆ وہ دوسروں کا خیال رکھنے والے ہوتے ہیں۔

☆ وہ بااعتماد ہوتے ہیں۔

☆ ان میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے۔

☆ وہ خود سے اور دوسروں سے اعلیٰ توقعات رکھتے ہیں۔

☆ وہ مثبت نتائج کی توقع رکھتے ہیں۔

☆ مثبت رویوں کا حامل شخص ایسا درخت ہوتا ہے جو ہر موسم میں سرسبز اور پھلدار رہتا ہے اور اس کا ہمیشہ خیر مقدم کیا جاتا ہے۔

مثبت رویوں کے بہت سے فائدے بھی ہوتے ہیں۔۔۔۔

☆ شخصیت خوش گوار رہتی ہے

☆ توانائی سے بھرپور مسرور زندگی

☆ دوسرے لوگ آپ کو کامیاب سمجھتے ہوئے آپ سے متاثر ہوتے ہیں۔

☆ مثبت رویے والے معاشرے کے ایسے افراد بن جاتے ہیں جو لوگوں کے کام آتے ہیں۔

☆ اور اس طرح یہ لوگ ملک وقوم کا اثاثہ بن جاتے ہیں۔

بقیہ: معراج کے واقعات

جب حضور نبی اکرم ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ نے دوسری صبح لوگوں کے سامنے اس مکمل واقعہ کو بیان فرمایا، مشرکین دوڑتے ہوئے حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میری اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں۔(المستدرک) یہ معراج کے واقعات کی مکمل داستاں تھی۔

مشکل کشا علی ہے شیرِ خدا علی ہے
دینِ محمدی کا بس ناخدا علی ہے

تیرہ رجب خدا کے گھر میں ہوئی ولادت
جنّ و بشر میں حق کا وہ لاڈلا علی ہے

احمد کے وہ وصی ہیں اللہ کے ولی ہیں
اللہ اور نبی کا بس آسرا علی ہے

خندق ہو یا کہ خیبر ، بدر و اُحُد کبھی ہو
غزواتِ مصطفیٰ کا بس لافتیٰ علی ہے

حُبِّ علی ہے ایماں اور کفر ہے عداوت
ایمان اور کفر میں بس فاصلہ علی ہے

حُبِ علی نہ ہو تو جنت ملے گی کیسے
جنت میں پہنچنے کا بس راستہ علی ہے

ثقلین میں ہے شامل قرآن و آلِ احمد
قرآنِ کبریا کا ہم مرتبہ علی ہے

قرآن میں خدا نے نفسِ نبی کہا ہے
اللہ کے نبی کا اب آئینہ علی ہے

قرآن اور علی میں رشتہ ہے ایسا گہرا
قرآن کی زباں میں بس بولتا علی ہے

ذکرِ علی سے ہو گا ہر دو جہاں منور
روشن جہاں ہو جس سے بس وہ دِیا علی ہے

حیدرؔ پکار لو گر نام علی کبھی بھی
آسان ہو گی مشکل ، مشکل کشا علی ہے

ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی

ماں کے دودھ کے میڈیکل سائنسی فوائد

ماسٹر احسان الٰہی

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن ارادایتم الرضاعة

(البقرہ:233)

’’اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال مکمل دودھ پلائیں، یہ اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے‘‘۔

قرآن مجید کی یہ آیت کسی گھر میں مذاق، ناپختگی، زبوں فکری اور فساد و انتشار کو حادثہ اور اللہ کی ناراضگی سمجھتے ہوئے اس گھر میں پیدا ہونے والی اولاد کو ضائع ہونے سے بچانے کا اعلان کرتی ہے اور بچوں کی نشوونما کے معاملے میں عادلانہ ضوابط عطا کرتی ہے اور گھروں میں دیکھتی ہے کہ رحم و شفقت کے عواطف سب سے زیادہ ماں کے وجود میں موج مارتے ہیں۔ اس لیے ماؤں ہی کی ذمہ داری ٹھہرائی جاتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں۔ کشیدہ تعلقات کی وجہ سے ماں کوئی غلط فیصلہ نہیں کرسکتی۔ اس پر یہ فرض ہے کہ وہ بچوں کو ضائع ہونے سے بچائے اور انہیں کوئی نقصان نہ پہنچنے دے اور کوشش کرے کہ دودھ پلانے کی مدت جو دو سال ہے وہ مکمل کرے تاکہ زندگی کا آغاز کرنے والا بچہ اپنی ماں اور باپ کی بے تدبیریوں اور مصالحت سوزیوں کا خمیازہ نہ بھگتے اور صحت اور نفسیات دونوں کے لیے بچوں کو ماں کی گود میسر رہے۔ انسانوں کی معاشرتی اور معاشی ضروریات کے تکمیلی تخم بچوں کے لیے ماں کی گود ہی میں محفوظ رہ سکتے ہیں اور نشوونما کے لیے بہترین ماحول ماں کی خصوصی توجہ اور رافت ہی سے بن سکتا ہے۔ تاریخ نے سب کچھ کھول دیا اور صدیوں کے تجربات کے بعد آج انسان پر یہ بات کھل گئی ہے کہ ماں کا دودھ بچے کے لیے بہترین غذا ہے اور ماں کا دودھ پینے سے اخلاقی، نفسیاتی، عقلی اور جسمانی لحاظ سے شخصیت ساز اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ آج کی جدید طب بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ قرآنی تعلیمات نے صدیوں پہلے حقائق کھول کر بیان کردیے اور اعلان کردیا کہ قرآن کے بغیر کوئی قانون پختہ نہیں ہوسکتا۔

ایک فقہی مسئلہ

ماں اور باپ باہمی مشورے اور رضامندی سے دو سال سے پہلے بچے کو دودھ چھڑوا سکتے ہیں اگر بچے کی صحت اس کی متحمل ہوسکتی ہے۔ اصل چیز بچے کے حضانت، رضاعت اور پرورش ہے۔ وہ ہونی چاہیے۔ بچے کی پرورش وہ فریضہ ہے جس میں والدین کوتاہی نہیں کرسکتے۔ (تبصرہ سے اقتباسات)

متذکرہ بالا آیت میں یہ بات خاص طور پر قابلِ غور وفکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کی عورتوں کو دو سال تک اپنے بچوں کو دودھ پلانے کا مشورہ دیا جب سائنس دانوں اور اطباء نے اس بات پر غور کیا اور ماں کے دودھ پر جدید تحقیقات کی گئیں اور اس کے فوائد جب ان کے سامنے آئے تو سائنس کی مایۂ ناز عقلیں حیران رہ گئیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ جدید سائنس ماں کے دودھ سے متعلق کیا کہتی ہے؟

بچوں کو دودھ پلانے سے ماؤں کی صحت بہتر رہتی ہے

بچوں کو دودھ پلانے سے ماں کی صحت بھی بہتر رہتی ہے۔ دودھ پلانے سے بچی کی پیدائش کے بعد رحم (Uterus) سکڑتا ہے اور کم خون (Postpartem Bleeding) ضائع ہوتا ہے اس کے علاوہ ماہواری خون (Menstrual Blood) بھی کم ضائع ہوتا ہے۔ ایسی عورتوں کا وزن بغیر اپنے بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کے مقابلے میں جلدی پیدائش سے پہلے والے وزن کی طرف واپس آتا ہے یعنی حمل کے زمانے میں جو وزن بڑھتا ہے وہ دودھ پلانے والی عورتوں میں جلدی کم ہوجاتا ہے۔ دودھ پلانے سے عورتوں کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں اور اس طرح بڑھاپے میں کولہے کی ہڈی ٹوٹنے کا خطرہ کم ہوجاتا ہے اور اس کے علاوہ بیضادانی کا سرطان اور جوانی کی عمر میں پستانی سرطان کا بھی خطرہ کم ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ مانع حمل کا بھی بہترین طریقہ ہے کیونکہ دودھ پلانے کے زمانے میں حمل نہیں بن سکتا اور اس طرح دودھ پلانے کے دوران عورت کو حاملہ ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔

ایک رسالہ میں ایک مشہور امراض نسواں کی ماہر خاتون ڈاکٹر کا انٹرویو نظر سے گزرا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے خواتین پوچھتی ہیں کہ وہ اپنے بچے کو کس کا دودھ پلائیں تو ایسی نوزائیدہ بچوں کی ماؤں کو میں یہی جواب دیتی ہوں کہ انسان کا بچہ ہے اس لیے انسان کا ہی دودھ پیئے گا، گائے بھینس کا تو نہیں۔ دراصل اس میں کوئی شک نہیں کہ زمانۂ رضاعت جو تقریباً دو سال کا ہوتا ہے۔ اس میں بچے کے لیے سب سے اچھی غذا ماں ہی کا دودھ ہے۔ بوتل میں بنا ہوا فارمولا دودھ یا گائے اور بھینس کا دودھ نہیں۔

ماں کے دودھ پر پروفیسر ڈاکٹر اسٹیفن کی تحقیق

ماں کے دودھ میں اتنے اجزاء پائے جاتے ہیں کہ ریسرچ اسکالرز تا حال ان کی مکمل شناخت نہیں کر سکے۔ بعض اجزاء کو دریافت کیا گیا ہے تو سائنس دانوں کو ان کے فنکشن کا علم نہیں ہوسکا ہے۔ ساؤتھ کیرولینا کی میڈیکل یونیورسٹی کے پروفیسر اسٹیفان کریولی کا کہنا ہے کہ ماں کا دودھ طاقتور ہارمونز اور جسمانی نشوونما کے لیے نہایت اہم اجزاء کا آمیزہ ہے۔ ڈاکٹر اسٹیفن اور ان کے ساتھیوں نے حال ہی میں ایک نیا جزو میموٹروپ (Mammotrope) دریافت کیا ہے جو دماغ کے پیندے میں واقع ایک اہم غدود (Pituitary Gland) کے خلیوں کی ساخت میں

اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ غدود جسم کو نہایت اہم ہارمونز فراہم کرتا ہے۔

بعض ہارمونز ایسے ہیں جو صرف پہلے تین دنوں والے دودھ (Clostrum) جو ہلکے پیلے رنگ کا ہوتا ہے، میں پائے جاتے ہیں اور بعض بعد میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض کی مقدار دودھ پلانے کے دوران میں کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ ایریزونا یونیورسٹی کی ریسرچ کے مطابق ہارمونز کا یہ اتار چڑھاؤ بچے کے مختلف اعضاء کی نشونما پر خصوصی مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

ماں کے دودھ کے کرشمے

بوتل سے دودھ پینے والوں کے برخلاف ماں کا دودھ پینے والے بچوں میں بڑھوتری کی رفتار تیز رہتی ہے اور ان کا مرکزی اعصابی نظام نیز دماغ زیادہ عمدگی کے ساتھ فروغ پاتا ہے۔ ان بچوں کے جسم میں مانع امراض ٹیکوں کو مؤثر بنانے کی صلاحیت بھی زیادہ بہتر ہوتی ہے اور وہ خاص طور پر خناق (ڈفتھیریا) اور پولیو کے ٹیکوں کا زیادہ بہتر اثر قبول کرتے ہیں۔ یہ سب خوبیاں ماں کے دودھ کا کرشمہ ہیں۔

بچوں کی ذہانت میں اضافہ اور جدید تحقیق

ایک رپورٹ کے مطابق ہندوستان کے صوبہ کیرالا میں عالمی ادارہ صحت اور یونیسکو کے منصوبے کے مطابق سب سے زیادہ تعداد میں ''نونہال دوست ہسپتال'' کام کر رہے ہیں۔ ان میں ماؤں کو بچوں کی بہتر نگہداشت اور طبی امداد کے علاوہ اپنا دودھ پلانے کے فوائد سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ خوشگوار نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ ایسی ماؤں کے بچے زیادہ ذہین ثابت ہو رہے ہیں۔

بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتوں کے لیے خطرناک بات

ماں کے دودھ پر ریسرچ کے دوران گونیڈوٹراپن ریلیزنگ ہارمون کے بارے میں کافی اہم باتیں سامنے آئی ہیں۔ جنسی اعضاء کی نشونما اور جنسی رویے کے کنٹرول میں اس کا رول بہت اہم ہے۔ جن بچیوں کو ماں کا دودھ نہیں پلایا جاتا ان کی بیضہ دانیاں قبل از وقت پختہ ہو جاتی ہیں اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے جو بچے فارمولا دودھ پر پلتے ہیں وہ قبل از وقت نوعمری میں ہی جنسی طور پر بالغ ہو جاتے ہیں۔ فارمولا دودھ کی وجہ سے مغربی ممالک میں پہلی ماہواری کی اوسط عمر بہت نیچے گر چکی ہے۔ فارمولا دودھ کی وجہ سے یہ صورتحال اب ترقی پذیر ممالک میں بھی پیدا ہو رہی ہے اور بچیاں چھوٹی عمر میں ہی ذہنی بلوغت سے بہت پہلے جنسی طور پر بالغ ہو جاتی ہیں۔ قبل از وقت جنسی بلوغت سے نہ صرف اخلاقی برائیاں تیزی سے بڑھی ہیں بلکہ خواتین میں بانجھ پن کی بیماری بھی بہت زیادہ بڑھتی ہے۔ اس کے علاوہ رحم مادر (Uterus) اور چھاتی کے کینسر کے مرض میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ چھاتی کے کینسر کی شاید یہ وجہ ہو کہ دودھ نہ پلانے کی وجہ سے یہ غدود بے کار ہو جاتے ہیں (جس طرح کسی جوہڑ میں کھڑے اور ساکت پانی میں کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح دودھ نہ پلانے والی چھاتی میں کینسر کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

پھر مغرب میں جب اخلاقی صورتحال کی طرف دیکھیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ جونہی فارمولا دودھ پر پلنے والی نسل جوان ہوئی تو جنسی بے راہ روی تیزی سے پھیلی۔ چھوٹی عمر میں اور بغیر شادی کے لڑکیاں کنواری مائیں بننے لگیں اور ان کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ ماں کے دودھ میں پایا جانے والا گونیڈوٹراپن ریلیزنگ ہارمون نہ صرف جنسی اعضاء کی نشونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے بلکہ جنسی جذبات پر قابو رکھنے کی صلاحیت بھی پیدا کرتا ہے۔

بچوں کے دانتوں میں کیڑا لگنے کی وجہ، ماں کا دودھ نہ پلانا

جناب ڈاکٹر احمد خان دانتوں کے معروف معالج ہیں انہوں نے ''ڈاکٹر ان ڈینٹل سرجری'' کی ڈگری نیویارک یونیورسٹی سے حاصل کی۔ آرتھوڈانٹک (ٹیڑھے دانتوں کو سیدھا کرنے کا کورس) کا امتحان انسٹی ٹیوٹ آف گریجوایٹ ڈینٹسٹ نیویارک سے پاس کیا۔ وہ اکیڈمی آف جنرل ڈینٹسٹری کی فیلوشپ بھی رکھتے ہیں۔ امریکہ اور دیگر ممالک میں ماہرین دندان کی کئی بین الاقوامی ایسوسی ایشنوں کے ممبر بھی ہیں۔ یہ اپنی تحقیق کی روشنی میں کہتے ہیں کہ بچوں کے دانتوں میں کیڑا لگنے کی ایک بڑی وجہ ماں کے دودھ (Breast Feeding) کے بجائے بوتل کا دودھ (Bottle Feeding) ہے۔ عموماً بچے کے منہ میں فیڈر دے کر اسے سلا دیا جاتا ہے جو غلط ہے۔ دوسری غیر متوازن خوراک ہے۔ اگر بریسٹ فیڈنگ کی جائے تو ماں کا دودھ ایک متوازن خوراک کے تمام اجزاء رکھتا ہے۔ اس صورت میں ماں کی خوراک متوازن ہونی چاہیے۔

بوتل میں دودھ پینے والے بچے

1981ء میں امریکہ میں ہونے والے ایک مطالعہ سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ بوتل کا دودھ پینے والے ہزار بچوں میں سے 77 کو ہسپتال داخل کرنا پڑا۔ جب کہ ماں کا دودھ پینے والے فی ہزار 5 بچے علاج کے لیے ہسپتال داخل ہوئے اور اب تو صورتحال اور زیادہ گھمبیر ہو چکی ہے یہ بات بھی طے ہے کہ فارمولا دودھ پینے والے بچوں کی اکثریت اسہال (ڈائریا)، سینے کی شکایات، سانس کے امراض، الرجی اور جسم کے دفاعی نظام (امیونی سسٹم) کی بیماریوں کا شکار رہتی ہے۔

ماں کا دودھ۔۔۔۔۔۔۔ بچے کی صحت محفوظ

برطانیہ کے ایک میڈیکل جرنل میں شائع ہونے والی رپورٹ میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ پیدائش کے چار ماہ تک بچے کے لیے ماں کا دودھ بے انتہا مفید اور سودمند ثابت ہوتا ہے اور یہ بچے کو دمہ اور مختلف قسم کی الرجیوں سے محفوظ رکھتا ہے آسٹریلوی سائنس دان طویل تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ماں کے دودھ میں وہ اجزاء شامل ہیں جو دمہ اور دیگر بیماریوں سے بچوں کو محفوظ رکھنے کی قدرتی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں۔

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو ڈبے کے دودھ کی بجائے اپنا دودھ پلائیں تاکہ انہیں کسی قسم کا کوئی خدشہ لاحق نہ ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ بچے کی یہی عمر ہوتی ہے جب وہ ماں کے دودھ کے اجزاء کو اپنے جسم میں جذب کر لیتا ہے جس سے وہ آئندہ کسی بھی قسم کے عارضے سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ماں کا دودھ اور کینسر سے بچاؤ، جدید میڈیکل تحقیق

جدید تحقیق سے معلوم ہوا کہ جو مائیں اپنے بچوں کو چھاتی سے دودھ پلاتی ہیں۔ انہیں چھاتی کا کینسر نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی بیماریوں سے وہ بچی رہتی ہیں۔ پروفیسر میک ڈونلڈ نے 632 کینسر کی مریض خواتین کا معائنہ کیا تو ان میں سے 63% ایسی تھیں جنہوں نے اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلایا تھا۔ ایسی ہی رپورٹ جاپان کے ''انسٹیٹیوٹ آف ہائی جین'' کی ہے۔ ڈبے کے دودھ سے ماں اور بچے کے اندر جذباتی رابطہ قائم نہیں ہوتا اور خاندانی نظام ڈسٹرب ہو جاتا ہے۔ بچوں کی ذہنی کیفیت متاثر اور برباد ہو جاتی ہے۔ کینیا (افریقہ) میں قانونی طور پر عورتوں کو پابند

کر دیا گیا ہے کہ کم از کم چھ ماہ تک وہی اپنے بچے کو دودھ پلائیں ۔ سائنس دان اور بڑے بڑے ڈاکٹر اب شریعت مطہرہ کے حکم کے بموجب بچے کو دو سال تک ماں کا دودھ پلانے کی تائید اور ہدایت کر رہے ہیں۔

دودھ کے اجزائے ترکیبی اور دورانِ خون

قرآنِ مجید، فرقانِ حمید میں ارشاد ہے:

''اور بے شک تمہارے لیے جانوروں میں بھی ہدایت پانے کا سبق موجود ہے ۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے، گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پینے والوں کی رگ رگ میں مزا گھولنے والا''۔

موریس بکائے اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

دودھ کے اجزائے ترکیبی پستان کے غدودوں سے رستے ہیں۔ ان کو غذا کے ہضم ہونے والے حصوں سے غذائیت ملتی ہے جو خون کی نالیوں کے ذریعے ان اجزاء تک پہنچتی ہے ۔ چنانچہ کھانے سے جو غذائیت حاصل ہوتی ہے، خون اسے جمع کرنے اور پہنچانے والا عامل ہے اور اسی سے پستانوں کے غدودوں کا تغذیہ ہوتا ہے جہاں دودھ کی تولید ہوتی ہے اور یہ ویسا ہی عمل ہے جیسے دوسرے اعضاء میں ہوتا ہے۔

دورانِ خون کا یہ ابتدائی عمل جو دوسرے جسمانی افعال کا باعث بنتا ہے، آنتوں اور خون کے مشمولات کو تمام جدار الامعاء (آنتوں کی اندرونی جھلی) کی سطح پر باہم ملا دیتا ہے۔ یہ نہایت واضح تصور کیمیا اور علم الاعضاء میں تحقیقات کے نتیجے کے طور پر حاصل ہوا ہے۔

بقیہ: مکتوبات مخدوم جہانیاں جہاں گشت

پھر پیر بے نظیر حضرت سیدی سلطان احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا دو ر روحانیت و طریقت کے عروج کی طرف نئی جہتوں کو چھوتا ایسی عظیم تربیت گاہ ثابت ہوا کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جیسی شخصیات اس تربیت گاہ سے نکلیں جنھوں نے پوری دنیا میں جہاں جہاں اولیاء کاملین تھے ان کا فیض اکٹھا بھی کیا اور پوری دنیا میں جہاں جہاں ضرورت تھی وہاں تقسیم بھی فرمایا۔ یوں مخدوم جہانیاں کی واحد شخصیت ہمیں نظر آتی ہے جن کی علمیت، ولایت و بزرگی اور سخاوت کا ڈنکا پوری دنیا میں بج رہا تھا آپ کے ملفوظات، ارشادات و تعلیمات کو لوگ بہت اہمیت دیتے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے ملفوظات و خطوط کے کئی مجموعے جمع ہوئے اور ان کے سینکڑوں نسخے کاپی ہوئے لیکن افسوس کہ ہزاروں بخاری خانوادوں کی موجودگی میں اس جانب کسی کی توجہ نہیں تھی۔ ہماری نسل اس کمی کو بہت زیادہ محسوس کر رہی تھی لیکن معاشی مصروفیات، زندگانی کی دوڑ دھوپ ہمیں اس مشن پر کام کرنے سے روک رہی تھی۔ اسی دوران ایک نوجوان ہمیں نظر آیا جو اپنی زندگانی کو مکمل طور پر اس مشن کے لیے وقف کر چکا تھا اور پوری توجہ اور ولولے کے ساتھ اس پر کام کر رہا تھا۔ بلا شبہ کامران صاحب اس معاشرے میں ہم تمام بخاری سادات کے محسن ہیں جن کے مشن میں ان کا ساتھ دینا ہمارا اپنا فریضہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں توفیقات نصیب فرمائے کہ ہم اپنے اجداد کے تمام ارشادات ملفوظات و تعلیمات کو اپنی آنے والی نسلوں تک منتقل کر سکیں۔

زیر نظر کتاب حضرت مخدوم جہانیہ جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط ہیں جو انہوں نے احمد بن معین سیاہ پوش دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر تحریری فرمائے، جو سلوک تصوف معرفت و حکمت کا ایک نایاب خزانہ ہے جو کہ دنیائے علوم و معرفت کی موجودہ بنجر صحرا میں بارش و باد بہار ثابت ہو گی بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز سے بیان فرمایا اور جن چھپے ہوئے رازوں سے پردہ اٹھایا وہ ہمیں کہیں اور نہیں ملتے۔

بقول قلندری لاہوری حضرت علامہ محمد اقبال صاحب:

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے
میرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مدرسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

مکتوب اول

اے میرے پیارے بیٹے نظم و نثر کے کمالات سے راستہ دینی فوائد کی التماسات کو اس جانب مولانا عزالدین نے پہنچایا۔

جواباً آپ کو طلب کی گئی فرزندی میں اپنے ذمہ قبول کر لیا گیا۔

مکتوب دوم

آپ کو فرزند (قلبی) ہونا مبارک ہو۔

حضرت رسالت پناہ محمد ﷺ کی نصیحت کے بلند پایہ احکام جو کہ لکھے اور فرمائے جاتے ہیں (یعنی تحریری روایت یا صدری روایت) وہ نصیحت فائدہ دیتی ہے اور ہر وہ نصیحت جو کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام سے تحریری طور پر روایت ہے نہ صدری طور پر، ایسی نصیحت کچھ فائدہ نہیں دیتی ہے لیکن حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ کے نصیحت نامہ سے کوئی چیز آپ کو پہنچے تو قبول کر لو۔ چاہیے کہ اس کے حاصل کرنے یعنی عمل میں کوشش کرے۔ اس میں اضافہ کے لیے چند مزید اوراق جو فقیر نے فرزند معتقد کو بھیجے ہیں ان کو اپنا معمول بنائے تاکہ دو جہانوں میں اجر پائے اور زندگانی کا مطلب پانے میں بامراد ہو سکے اور جتنا ممکن ہو سکے اللہ سے محبت کرنے والے اور پرہیزگاروں کی گروہ میں شامل رہو کہ پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ان تمام (مصادیق) کے بارے میں ہے کہ پرہیزگاروں کے ساتھ بیٹھو (پرہیزگاروں کی صحبت اختیار کرو) اور اللہ کے نافرمانوں کے گروہ سے اجتناب کرو کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ان تمام کے بارے میں یہ ہے کہ نافرمانوں کی مجلسوں سے بچو اور اللہ اختتام کی توفیق دینے والا ہے اور اتمام کو آسان کرنے والا ہے اور اللہ دارالسلام (جنت) کی طرف بلاتا ہے، اللہ ہمیں اور آپ کو دونوں جہانوں کی بھلائی نصیب کرے، ہمارے نبی کے وسیلہ سے جو تمام مخلوق سے افضل ہیں اور آپ کی آل و تمام اصحاب کے وسیلہ سے۔

اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرنے والا ہمیشہ اس گلی کا دیوانہ بن جاتا ہے جہاں مصطفیٰ کریم ﷺ اپنے روحانی قافلے سے اسے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن کا یہ سبق لازوال ہے، قطعی ہے، اٹل ہے۔

''تبصرہ'' جلد دوم سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 165 کی تفسیر سے ایک اقتباس منجانب: سید فضل حسین شاہ، راولپنڈی

قسط سوم

جادۂ حق

محمد صدیق

صوفیاءعظام کی تعلیمات میں نفس انسانی خصوصاً نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا واضح لائحہ عمل موجود ہے۔

دورِ حاضر میں مغربی فلسفہ وفکر کے تسلط کی وجہ سے ہمارا نوجوان طبقہ فکری طور پر اسلام سے متعلق بہت سی بدگمانیوں کا شکار ہے۔ بدقسمتی سے مادیت کے تابڑتوڑ حملوں نے اُمت مسلمہ بالخصوص نوجوانانِ اسلام کو اخلاقی اور روحانی اقدار سے بے راہ روی کا شکار کردیا ہے، ہمارا نوجوان طبقہ اصلاح نفس اور تزکیہ باطن کے تصورات سے کلیتاً ناآشنا ہے بلکہ مادی تصورات نے نوجوانوں کو بہت سے اخلاقی و روحانی مسائل سے دوچار کررکھا ہے۔جس کے سدِباب کے لیے اُمت کا حقیقی دردرکھنے والوں کوفکری اور عملی طور پر اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

دورِرواں میں اُمت مسلمہ خاص نوجوانانِ اسلام کی فکر اور سوچ کو کتاب اللہ سے مضبوط کرنے کا عزم لیے سید ریاض حسین فرماتے ہیں:

”ہمارے ہاں نوجوانوں کی اس وقت دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو کاملاً اپنے آپ کو بندہ شیطان بنا چکے ہیں اور دوسرے وہ جن کی آنکھوں میں ابھی تک دینی غیرت اور حمیت موجود ہے اور معصوم دینی نوجوانوں کی بدقسمتی کہ مذہبی جاگیرداری نظام نے انہیں اپنی بوسیدہ روایات کی پرستش کا اس قدر خوگر بنادیا ہے کہ اسلام کا انقلابی فلسفہ حیات ان کی سمجھ سے از حد باہر ہوگیا ہے۔ دینی نوجوانوں کا معصوم اور مظلوم گروہ بری طرح مولویانہ رقابتوں کی بھینٹ چڑھ رہا ہے۔فرقہ ورانہ ابحاث اور طلسمات نے ایک پوری نسل کو مسل ڈالا ہے۔ خانقاہ اور محراب باستثنائے نیک دلاں مایوسی اور بدنظمی کے جھنجھٹوں سے کھیل رہے ہیں۔ مادہ گیری کے جتنے طریقے یہاں سے جنم لیتے ہیں، ابلیسی ماہرین معاشیات کے علم میں بھی نہ ہوں گے“۔

آپ نوجوانانِ اسلام سے مخاطب ہوتے ہیں:

”نوجوانو! کبھی غور کیا ہے کہ تم کس شجر کی شاخ ہو، کس پھول کی کلی ہو، کس آسمان کے ستارے ہو، کس پربت کا ناز ہو، کس کہکشاں کا حسن ہو، کس چمن کے پروردہ ہو، کس نور کی جھلک ہو، کس آنکھ کی ٹھنڈک ہو اور کس دل کی دھڑکن ہو، کس آغوش نے تمہیں پالا ہے؟ یقیناً تم جانتے ہو کہ تمہارے ہاتھ میں پکڑی ہوئی رسی کا دوسرا سرا فخر رسالت محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہے کیا تم یہ بھول گئے ہو کہ تمہارے کانوں نے دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلی جو آواز سنی تھی وہ خالق ارض وسما سے وفا اور سکون فلک وثریٰ رسالت مآب ﷺ کی غلامی کی دعوت تھی۔تم اگر فساد کے کھوکھلے دہانے پر آکھڑے ہوئے۔۔۔تو اس میں سارا قصور، ساری کمزوری اور ساری غلطی اس شر ذمہ ذلیلہ کی ہے جسے تم اپنا سمجھتے رہے ہو۔یہ سارا فساد، سارا جرم یہود نصاریٰ کا ہے، مشرکین کا ہے اور ہر اس تہذیب کا ہے جس میں الحاد و فساد کو میٹھا اور شیریں بنا کر دکھایا گیا ہے۔ان ہاتھوں کو پہچانو جنہوں نے تم سے قرآن چھینا اور بلا گیند تھمادیا۔۔۔ان سازشیوں کے بے نقاب کرو جنہوں نے سنت مصطفیٰ ﷺ کی تصویر تم سے اوجھل رکھی۔خدارا! اسلام کے غلبہ کے لیے، اللہ کی رضا کے لیے اور حضور ﷺ کی خوشنودی کے لیے اگر تم ہمارے ساتھی ہو تو ایمان مضبوط کرو، یقین محکم رکھو، نمازیں قائم کرو، احکام خداوندی بجالاؤ، مال وجان کی قربانی دو، عفت کو داغدار مت بناؤ، سنجیدگی اختیار کرو، بڑوں کی عزت ان کا حق سمجھو، چھوٹوں پر شفقت لازم رکھو، عصری علوم میں مہارت پیدا کرو، قرآن کی تلاوت کرتے رہو، ماں باپ کا ادب کرو، علم سیکھتے رہو، خیانت سے باز رہو، وعدوں کا پاس رکھو، وقت کی پابندی کرو، جھوٹ مت بولو۔۔۔۔۔بے شک اللہ تم سے راضی ہوگا اور رسول ﷺ کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی“۔

یاد رکھیں حقیقی قائد اور راہنما ایسا شخص ہوتا ہے جس کا رشتہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے مضبوط ہو، جس کی فکر، سوچ اور کردار کے نقوش انسانوں کے زندگیوں میں ایسے نقش ہوجائیں کہ اگر وہ اس دنیا فانی سے کوچ بھی کرجائے تب بھی اس کی فکر اور سوچ لوگوں کے لیے مشعل راہ ہو اور وہ ہر دم باطل کے خلاف کھڑے ہونے کے لیے پرعزم ہوں۔وہ اپنی زندگیوں کے جملہ معاملات میں اپنے راہنما کے شبانہ روز قرآن وسنت پر مبنی افکار اور معمولات سے زندگی پا کر کچھ کرنے کے جذبے سے سرشار رہتے ہوں۔

مصائب وآلام پر صبر

دنیا میں رہتے ہوئے نوع انسانی کا مختلف قسم کے مصائب وآلام سے واسطہ رہتا ہے۔ضروری ہے کہ انسان ان تمام مصائب وآلام، دکھوں اور تکلیفوں کو خدائی آزمائش سمجھ کر صبر کرے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش میں ڈالتا ہے جس شخص کا ایمان جتنا زیادہ قوی ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ)

”اور ہم ضرور نکھاریں گے تمہیں کچھ خوف و خطر اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر کے اور

خوشخبری سنائیے اُن صبر والوں کو‘‘۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں:

’’مطلب یہ ہے کہ تھوڑا سا خوف، کچھ بھوک، کچھ مال کی کمی، کچھ جانوں کی کمی یعنی اپنوں اور غیر خویش و اقارب، دوست واحباب کی موت، کبھی پھلوں اور پیداوار کی نقصان وغیرہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزما لیتا ہے، صبر کرنے والوں کو نیک اجر اور اچھا بدلہ عنایت فرماتا ہے اور بے صبر جلد باز اور ناامیدی کرنے والوں پر اس کے عذاب اتر آتے ہیں‘‘۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن صبر کرنے والوں کی اللہ کے ہاں عزت ہے وہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ وہ لوگ ہیں جو تنگی اور مصیبت کے وقت پکار اٹھتے ہیں إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور اس بات سے اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور جو ہمیں پہنچا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور ان میں جس طرح وہ چاہے تصرف کرتا رہتا ہے اور پھر اللہ کے ہاں اس کا بدلہ ہے جہاں انہیں بالآخر جانا ہے، ان کے اس قول کی وجہ سے اللہ کی نوازشیں اور الطاف ان پر نازل ہوتے ہیں عذاب سے نجات ملتی ہے اور ہدایت بھی نصیب ہوتی ہے۔

تفسیر تبصرہ کے مؤلف رقمطراز ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

’’جب کسی شخص کا بچہ فوت ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے! کیا تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم نے اس کے دل کی ٹھنڈک کو لے لیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے اس موقع پر کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں اس نے کہا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور اے اللہ اس نے تیری حمد کی، اللہ فرماتا ہے! اچھا تم میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔

ابو حیان اندلسی نے ان مصائب کو جہاد کے ساتھ جوڑا ہے اور لکھا ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے تکلیفیں اٹھانا آزمائش اور امتحان ہے لیکن جو صبر کرے یعنی ڈٹا رہے اور استقامت سے اللہ کے دین کے کام کو آگے بڑھاتا رہے اس کے لیے بشارتیں ہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ عام طور پر دین دشمن دین حق سے روکنے کے لیے خوف دلاتے ہیں، اقتصادی نقصان پہنچاتے ہیں جیسے حضور ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا، مالوں میں نقصان پہنچاتے ہیں، جانیں لینے کے لیے حملے کرتے ہیں اور فوائد والی چیزوں اور اولادوں سے محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ

’’اللہ کے رسول! سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”انبیاء و رسل پر، پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں ہیں‘‘۔

گروہ انبیاء آزمائش کے اعتبار سے دوسرے لوگوں سے سخت تر ہیں اس کے بعد درجہ بہ درجہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

فِي الزَّلَازِلِ وَقُوْرٌ وَفِي الْمَكَارِهِ صَبُوْرٌ وَفِي الرَّخَاءِ شَكُوْرٌ

(پرہیزگار) مصیبت کے جھٹکوں میں کوہ حلم و وقار، سختیوں پر صابر اور خوشحالی میں شاکر رہتا ہے۔

یعنی داعی اللہ کو فتنوں، فساد اور مصیبتوں کی تیز ہواؤں میں تنکوں کی طرح ہوا کے رخ نہیں چل پڑتا بلکہ وہ ہر طرح کی آزمائش میں پہاڑ ایسی مضبوطی اور وقار کا حامل ہوتا ہے۔ کامل مومن ایسے حالات میں نہ فقط خود پریشان ہوتا ہے بلکہ دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا انسانیت کے لیے ٹیک ہوتا ہے۔ مومن مشکلات میں معاشرے سے دوری اختیار نہیں کرتا بلکہ مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے اور خود کو بھی اور معاشرے کو بھی مصیبتوں سے بچاتا ہے۔ مومن کی ایک پہچان یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب اسے آسانیاں و نعمتیں اللہ کی طرف سے میسر آتی ہیں تو خود کو ان میں گم نہیں ہونے دیتا اور تکبر و غرور کی مرض میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ آسانیاں اور نعمتیں عطا کرنے والے خالق و مالک کا شکر ادا کرتے ہوئے مخلوق خدا میں تقسیم کرتا ہے۔ یوں تنہا اپنی خوشی پر خوش نہیں ہوتا بلکہ اسے حقیقی راحت و مسرت تب ہوتی ہے جب دوسروں کے لیے خوشی و راحت کا ساماں مہیا کرتا ہے۔

معلوم ہوا داعی اللہ کو اس بات پر تیار رہنا چاہیے کہ جب وہ دعوت حق کی طرف لوگوں کو بلائے گا تو ہوسکتا ہے کہ کچھ شر پسند عناصر اس کی مخالفت کریں وہ اس کا مذاق اڑائیں، بُرا بھلا کہیں، فتویٰ بازی کریں، طعن و طنز کریں اور اس کی دعوت حق کو جھٹلانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لے کر مختلف قسم کے پروپیگنڈے کریں۔ ممکن ہے ان کے یہ حیلے کارآمد ثابت نہ ہوں اور وہ ان لوگوں کو جنہوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا ہے ان پر مختلف حربوں سے ظلم وستم کریں، دیس نکالا کر دیں، جیلوں میں ڈال دیں یا معاشرتی مقاطعہ (Social Boycott) کر دیں۔

آزمائشوں میں صبر کرنا اور اللہ کی رضا میں راضی ہونا تفسیر تبصرہ کے مؤلف سے سیکھا جا سکتا ہے۔

آپ نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے:

’’یہ سطریں رات تین بجے اللہ نے رقم کرنے کی توفیق سے نوازا۔ اس وقت میری اہلیہ محترمہ کا جسدِ خاکی میرے سامنے والے کمرے میں پڑا ہوا ہے۔ صبح تدفین کی تیاری ہو رہی ہے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس حی وقیوم نے آنسوؤں کی برسات میں مجھے تفسیر لکھنے کی توفیق سے نوازا۔ قارئین دعا فرمائیں اللہ میری اہلیہ کی بخشش فرما دے۔ اُسے اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مجھ عاصی کے گناہوں کو بھی معاف فرما دے‘‘۔

ہمیں تلاش کرنی ہوگی ایسے قائد کی جو کسی بھی حالات میں اپنی قوم کی اصلاح کے عمل سے دست بردار نہ ہو۔ اگر ہم تلاشِ حق کی فکر لیے چلیں گیں تو ہماری ملاقات کسی نہ کسی ایسی شخصیت سے ضرور ہو جائے گی جس کو دیکھ کر اللہ یاد آ جائے گا، جو قرآن کے ساتھ ہوگا، جس کے دل کی ہر دھڑکن میں نام الٰہی ہو گا، جس کی سوچ اور فکر میں حضور ﷺ ہوں گے، جس کی نور نورِ فکر کی روشنی چار دانگ عالم پھیلی ہوگی، جس کے کردار اور عمل میں اپنے اسلاف کا رنگ دکھائی دیتا ہوگا، جس کے پاس بیٹھنے والا اپنی قسمت پر رشک کرتا دکھائی دیتا ہوگا، جس کا وجود پریشان حال کے لیے تسکین کا باعث ہوگا، جس نے لوگوں کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کیا ہوگا، جس کی گفتگو جچی تلی ہوگی، جس کو دیکھنے سے اُس چہرے کی یاد آتی ہوگی جس کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

حافظ شیخ محمد قاسم

یہ اس وقت کی بات ہے جب میری عمر جوانی کی دہلیز پر بوسہ زن نہ ہوئی تھی۔ رب کریم نے شاہ جی کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق مرحمت فرمائی۔ جبل نور نے رحمت کا دامن پسارا اور پانچ آدمیوں کا مختصر سا قافلہ غار حرا کے نورانی لمس سے فیض یاب ہونے کے لئے نور کی سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا عصر کے وقت غار حرا میں پہنچنے کی تیاری کرنے لگا۔ غار کی عقبی چٹان پر عبدالرحیم کی آواز میں اذان گونجی۔ بدن میں مسرت کی لہر دوڑ گئی، بھائی عبدالرحیم کہتے ہیں پہلی بار محسوس ہوا لفظوں کی شگفتگی روح، دل اور پیٹ کی بھوک دور کر سکتی ہے۔ اذان کے بعد پتھریلی زمین پر ایک پھٹی ہوئی چٹائی پر شاہ جی نے عصر کی نماز کے لئے اللہ اکبر کہی اور پھر اس کے بعد پتہ نہ چل سکا کہ سجدے رکوع اور قیام کیسے ادا ہوئے۔ ہر فرد کا تاثر یہ تھا کہ جیسے نور کے جھولے میں ہم سب بیٹھے ہوں اور عالم ملکوت سے گزرتے گزرتے معبود و محبوب نے اپنی حضوری کے دروازے کھول دیئے ہوں، یقیناً وہاں کے چند سجدوں میں محسوس ہوا کہ نماز مؤمن کی معراج ہے۔ بھرائی ہوئی آواز میں شاہ جی نے سلام پھیرا اور اٹھ کھڑے ہوئے او روہاں کے سنگریزوں، چٹانوں اور نماز کے محرابی زاویوں کو بوسے دینے شروع کر دیے۔ شاہ جی کے ایک پرانے سنگی میاں اختر زیب تو وجد میں آ گئے اور شاہ جی نے انہیں سینے سے لگا لیا۔ شوق وارفتگی اور گریہ و بکا کی حقیقت صرف یہ تھی یہ احساس اپنی گرفت محکم کر رہا تھا کہ تم لوگ کس قدر خوش بخت ہو کہ اس مقام نور پر کھڑے ہو جہاں قرآن کی سب سے پہلی آیات نازل ہوئیں۔ جذبوں کی برسات تھمی تو پانچوں ساتھی غار سے نکل کر پہاڑ کی چوٹی پر آ بیٹھے اور وہاں کسی زائر نے نرم اور ملائم چٹائی جیسے ان ہی کے لئے بچھا رکھی تھی۔ شاہ جی ذرا ستانے کے لئے لیٹ گئے اور آپ نے اپنا سر میاں اختر زیب کے زانوؤں پر رکھ دیا۔ ایک ساتھی نے ٹشو پیپر پر تازہ انجیر رکھ کر شاہ جی کو پیش کی آپ اٹھ بیٹھے اور سب مل کر فورعشق کے ہجوم میں تناول کرنے لگ گئے اور شاہ جی نے سورۂ تین تلاوت فرمائی اور مسحور کن انداز میں ترجمہ فرمایا:

”قسم انجیر کی اور زیتون کی

اور طور سینا کی

اور اس امان والے شہر کی“

لگا بلد الامین کی ساری تاریخ ڈوبتے سورج کے قلم سے شفق میں جلوہ گر کر دی گئی ہے۔ خیالات کے ہجوم میں جذبات کے بند پھر کھل گئے۔ فضا ایک بار پھر آہوں سسکیوں اور ہواور ہاسے بھر گئی۔ مغرب کی نماز شاہ جی نے درد بھری کیفیت سے پڑھائی اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ تین پڑھی اور دوسری میں سورۂ کوثر تلاوت فرمائی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو شاہ جی فرمانے لگے آج مغرب کے بعد حجاز مقدس کے معروف عالم دین اور عبقری سید محمد بن علوی المالکی الحسینی نے دعوت کی ہوئی ہے اور ہم تھوڑے لیٹ ہیں۔ پہاڑ سے نیچے اترنے کے بعد گاڑی میں بیٹھے تو بھائی غلام مرسلین نے سید صاحب کے گھر گویا پلک جھپکنے میں پہنچا دیا۔ دیکھا تو دیوانیہ عرب علماء سے بھرا ہوا تھا۔ ہندوستان سے علامہ ارشد القادری، پاکستان سے سید شجاعت علی قادری اور بنگلہ دیش سے علامہ سید جلال الدین پہلے سے محفل میں موجود تھے۔ سید صاحب کی محفل میں یہ دستور ہوتا کہ مائیک ہر عالم کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور وہ حسب حال پانچ منٹ تک گفتگو فرماتے اور آخر میں سید صاحب خود خطاب ذیشان فرماتے۔ ترتیب سے جب مائیک شاہ جی کے سامنے رکھا گیا تو ہم نے خود بھی پہلی مرتبہ شاہ جی کی زبان سے عربی زبان میں پندرہ منٹ کی گفتگو سنی۔ آپ کی باتوں کا لب لباب یہ تھا کہ سیاست مدن میں مدوجزر عارضی چیز ہوتی ہے علماء اہل سنت کو حقائق، صدق اور اپنے تاریخی ورثہ پر گرفت مضبوط رکھنی چاہیئے۔ علامہ یوسف نبہانی، احمد رضا بریلوی اور فضل حق خیر آبادی نے جس طرح زندگی گزاری ہے وہ تسلسل قائم رکھنا چاہیئے۔

علامہ ارشد القادری نے ہندوستان میں اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے خوبصورت گفتگو فرمائی۔ سید شجاعت علی قادری نے فصیح عربی میں محبت رسول ﷺ کے عنوان پر گوہر فشانی فرمائی۔ سید مالکی نے پوری دنیا میں عموماً اہل سنت کے حلقوں میں علمی انحطاط پر گراں قدر خیالات کا اظہار فرمایا اور شاہ جی کو دوبارہ ملاقات کی دعوت ارشاد فرمائی۔ کھانے کے بعد بزرگوں نے رابطہ عالم اسلامی کی طرز پر تنظیم سازی کی ضرورت پر بھی مشاورت فرمائی۔ اس سفر میں فضیلت الشیخ احمد مالکی سے بھی شاہ جی کی ملاقاتیں رہیں، شیخ عجز و نیاز کا پیکر تھے۔ انہی کے وسیلے سے سید عبدالقادر الحسینی الجزائری بھی شاہ جی سے کھلے اور مدینہ شریف کا سفر اکٹھے فرمایا۔ شہدائے بدر کے حضور بزرگوں نے میلاد شریف بھی پڑھا۔ الفاظ تو یاد نہیں مفہوم ایک شعر کا یاد پڑ رہا ہے۔ بدر کے بیضوی میدان کو علامہ الجزائری نے مادر رحمت کی آغوش قرار دیا اور آسمانوں کو انوار کا رحمت رنگ گنبد ٹھہرایا۔ لگا ہم سارے جیسے حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھے جھوم رہے ہوں۔ مدینہ شریف پہنچے تو پہلے دن ہی آزمائش نے دروازے کھول لئے۔ سیاہ فام رعونت زدہ پولیس کے ایک ورکر نے شاہ جی کو پکڑ لیا، پاسپورٹ ضبط ہو گیا، پوچھ گچھ شروع ہو گئی، بدعت اور شرک کے الزامات داغے گئے لیکن شاہ جی نے صبر و استقامت سے اسلاف کے طریقے پر ایک ایک سوال کا جواب دیکر عدالت کو مطمئن کر دیا۔ چار نمازوں میں مسجد شریف میں غیر حاضری ہو گئی۔ تہجد کے وقت سید عبدالقادر الحسنی الجزائری شاہ جی کے رہائش گاہ پر آئے اور زار و قطار روتے ہوئے شاہ جی کا کبھی ماتھا چومتے اور کبھی ہاتھ چومتے۔ رات آپ کے ساتھ کیا بیتی۔۔۔؟ اور پھر خود ہی اپنا خواب بیان کیا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ دبیز ظلمتیں آپ کو گھیر لیتی ہے اور پھر اچانک گنبد شریف سے ایک نور نکلتا ہے جو آپ کا محاصرہ کر لیتا ہے اور اس طرح تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، یقیناً وہ نور

حضور ﷺ کا ہوگا۔ ہمارے سردار پہلے بتائیں آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ شاہ جی نے تفصیل بتائی اور علامہ سید عبد القادر الحسینی الجزائری نے الحمدللہ پڑھی اور صبح کی نماز کے بعد دونوں بزرگ اشراق کی نماز تک حضور ﷺ کی نعتیں پڑھتے اور سنتے رہے۔ بعد ازاں جب سید الجزائری کا مغرب میں وصال ہوا تو شاہ جی کئی مہینوں تک تڑپتے رہے اور دوستوں سے فرماتے رہے کہ سید الجزائری انمول ہیرا تھے ان کی مغفرت کے لئے سارے دعا کرو اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ شاہ جی سے میں نے صوفیاء کا ایک قول سنا ہے جو آپ نے امام قشیری کے حوالے سے بیان فرمایا کہ آپ اپنے رسالہ عظیمہ میں صوفیاء کا ایک قول نقل فرماتے ہیں:

”ہمارے راز نئے سے نئے اور انوکھے ہوتے ہیں جن تک کسی کا وہم بھی نہیں جاسکتا۔۔۔“

شام، لبنان، دبئی، قطر، کویت، مصر اور حجاز مقدس کے علماؤ مشائخ اور فقراء سے شاہ جی کے تعلقات بھی ایک خوبصورت راز ہیں اس بات کا اندازہ آپ کو ان دو خطوط سے ہو جائے گا خط کے مضامین بتاتے ہیں کہ دونوں محبت نامے شاہ جی کے کسی خط کے جواب میں ہیں۔ اور شاہ جی نے مجھے بتا بھی دیا تھا کہ ڈاکٹر رضا فاروقی نے شاید ان خطوط کے عربی متون سوئے منزل میں پہلے سے چھاپ بھی دیے ہیں۔ مصر میں سکولز کے ڈائریکٹر جنرل مروان احمد مروان آپ کے نام خط میں لکھتے ہیں:

ہمارے محترم بھائی

فاضل استاد جناب سید ریاض حسین شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دو سال سے آپ کے خط کا انتظار رہا اور اب جب کہ آپ کا خط ملا تو رسول کریم کے گنبد خضری کے سائے میں ہونے والی ملاقاتوں کی یاد تازہ ہوگئی، پھر دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بار بار حضور علیہ السلام کے جوار اقدس میں ملاقات نصیب فرمائے، ہم آپ کو مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی بہتری کے لئے ممکن تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ انشاء اللہ ہمارا دینی رابطہ قائم رہے گا۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر قائم رہے گا ان کے مخالف ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ قیامت ہو جائے گی اور وہ جدوجہد کر رہے ہوں گے اور یہ بھی کہ احوال کی سختیاں مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالتی رہیں گی اس لئے کہ اللہ رب العزت اہل ایمان کو نکھارے اور کفر کو مٹا دے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ہمیں ایسے ہی لوگوں میں رکھے۔

آخر میں خلوص سے بھرپور سلام قبول فرمائیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں تک بھی ہمارا سلام پہنچائیں۔

آپ کا محب

مروان احمد مروان

ڈائریکٹر جنرل سکولز مصر

اسبوط مصر سے ابراہیم عثمان خامہ فرسا ہوتے ہیں:

برادر محترم فضیلۃ الشیخ جناب سید ریاض حسین شاہ صاحب ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

درود سلام ہوں اس ہستی پر جن کے ذکر سے سینے کشادہ ہوتے ہیں۔ الجھنیں دور ہوتی ہیں اور جہالت کے پردے شق ہوتے ہیں اور درود وسلام ہوں حضور ﷺ کی آل پاک آپ کے اصحاب پر آپ کی یاد آوری پر آپ کا بہت مشکور ہوں۔ مجھے آپ کے خط کا شدت سے انتظار تھا۔ ہمارے اور آپ کے تعلق کی بنیاد زمین کا ایک ایسا ٹکڑا بنا ہے جو برکات، نفحات، فیوضات اور انوار کے لحاظ سے بہت عظیم ہے اور یہ ٹکڑا زمین مسجد رسول ﷺ ہے۔ ایام حج میں مسلمانوں کی باہمی ملاقاتوں سے رابطہ بڑھتا ہے۔ مسلمانوں کی قوت بڑھتی اور اکٹھا ہونے کے مواقع میسر آتے ہیں، اور مسلمانوں کا اکٹھا ہونا اس وقت بہت بڑی ضرورت ہے۔ باجماعت نماز، جمعہ اور حج اسی مقصد کی ایک کڑی ہیں اور یہ بات مسلمہ ہے کہ دینی تعلق قومی رشتوں اور آبائی رشتوں سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ ایک موقع پر رسول ﷺ نے حضرت بلال ؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ بلال میرے اہل بیت میں سے ہے حالانکہ حضرت بلال نسلاً حبشی تھے۔ اس کے باوجود صرف اپنے اسلام اور ایمان کی بنیاد پر آپ ﷺ کے اہل بیت قرار پائے، جبکہ اللہ نے حضرت نوح کے بیٹے کے بارے میں فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ اللہ کا یہ ارشاد اس لئے ہے کہ حضرت نوح کا بیٹا کفر کا علمبردار اور اپنے والد حضرت نوح کے دین سے منحرف تھا، لہٰذا اصل تعلق تو۔۔۔۔۔۔ لا الہ الا اللہ۔۔۔۔۔۔ محمد رسول اللہ ۔۔۔۔۔۔ کا تعلق ہے۔

کیوں نہ مسافتوں کے بعد اور زمانوں کی خلیج ہی اس میں حائل ہو

کیوں نہ زبان وکلام کا تباین اور رنگ ونسل کا اختلاف بس اسلام میں بہترین وسیلہ وسیلہ رُبط اسلام ہے۔

آپ کے فضیلت مآب خط نے بیشک ہمیں لامحدود سعادتوں سے نوازا کیوں نہ ایسے ہو۔۔۔۔۔۔ مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے۔ یا پھر یہ کہہ لیں کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسے جس طرح دو ہاتھ ہوتے ہیں۔ ہر ہاتھ دوسرے ہاتھ کو صاف ستھرا رکھتا ہے اور وہ ملاقاتیں جو اللہ کے لئے ہوں وہ ازحد خوبصورت صلہ رکھتی ہیں اور دراصل بقا بھی انہی کو نصیب ہوتی ہے۔ غیر اللہ کی بنیادوں پر استوار ہونے والے تعلقات ختم ہو جانے والے ہوتے ہیں۔

”ہماری ملاقات کس سہانے ماحول میں ہوئی تھی۔ ہم مصطفی کریم ﷺ کی محبتوں میں شریک ہوئے۔ اب بھی کم از کم ہماری تمنا یہی ہے کہ اللہ اپنے حبیب کے دیس میں بار بار جمع فرمائے تا کہ ہم حضور پرنور ﷺ کے فیضان سے اپنے قلوب کو منور کریں اور اپنی عقول کو جلا بخشیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنی عمدہ دعاؤں میں مجھے فراموش نہیں کریں گے۔ رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان بھائی جب اپنے کسی دوسرے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا مانگتا ہے تو اسے رد نہیں کیا جاتا۔ بس اپنی صالح دعاؤں میں ضرور یاد رکھیے۔ میں انہی نیک دعاؤں کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ میری نیک تمنائیں آپ اور آپ کے احباب اور پاکستان کے ساتھ قائم رہیں گی۔

آپ کا بھائی

ابراہیم عثمان، اسبوط مصر

مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ حروف کے ووٹ عقیدت کے انتخاب میں بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ اس مرتبہ اسی پر اکتفا کرنا چاہوں گا وگرنہ سعودی عرب میں تو عرب مشائخ کے ساتھ شاہ جی کی بعض جیتی بلکہ سلگتی غلطی لگ گئی، چمکتی ضیافتوں کی کہانی دراز ہے جس کے بیان کے لئے کچھ وقت چاہیئے۔ شاہ جی کہتے ہوتے ہیں محبت کی کہانی مختصر بھی ہو تو اسے مزے لے لے کر بیان کرنا چاہیئے۔ انتظار کا شوق شعور میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ جب کہانی ہو ہی دراز اور لکھنے والا بھی درماندۂ راہ ہو تو پھر کیا کہیے بہر حال جذبہ یہی ہے۔